نئے سِرے سے پیدا ہونے سے کیا مُراد ہے؟

اہم سوالات

آر۔ سی۔ سپرول

نئے سِرے سے پیدا ہونے سے کیا مُراد ہے؟

اہم سوالات

آر۔ سی۔ سپرول

UCRT
URDU CENTER FOR REFORMED THEOLOGY
اُردو سنٹر فار ریفارمڈ تھیولوجی

جُملہ حقوق بحق ناشرین محفوظ ہیں

Originally published in English under the title:
What Does it Mean to be Born Again.?

© 2010 by R.C. Sproul

Published by Ligonier Ministries
421 Ligonier Court, Sanford, FL 32771, U.S.A.
Ligonier.org

Translated by permission. All rights reserved.

نام کتاب: نئے سِرے سے پیدا ہونے سے کیا مُراد ہے؟

مصنف: آر۔ سی۔ سپرول

مترجم: شہباز صادِق

نظرِ ثانی: ڈاکٹر ایلیاہ میسیؔ

اِشاعت: ۲۰۲۶ء

ناشرین: اُردُو سنٹر فار رِیفارمڈ تھیولوجی www.ucrt.org

اِس کتاب کا ترجمہ اور اِشاعت "لیگنئیر منسٹریز" (Ligonier Ministries) اَمریکہ کی اِجازت سے کیا گیا ہے۔ آپ اِس کتاب کو ہماری ویب سائٹ اُردُو سنٹر فار رِیفارمڈ تھیولوجی www.ucrt.org سے مفت حاصل کر سکتے ہیں، مگر یہ کتاب فروخت کے لئے نہیں۔

یہ کتابچہ (اہم سوالات) قطعی اور بنیادی مسیحی سچائیوں کا مختصر تعارف پیش کرتا ہے۔ یہ مسلسل ترقی پانے والا سلسلہ درج ذیل عنوانات پر مشتمل ہے

فہرستِ مضامین

۱۔ کیا میرے لئے نئی پیدایش ضروری ہے؟.. ۱

۲۔ نئی پیدایش ایک بھید ہے.. ۱۲

۳۔ نئی پیدایش آغاز ہے.. ۲۳

۴۔ نئی پیدایش خُدا کا خود مختار کام ہے.. ۳۴

۵۔ نئی پیدایش فوری طور پر رُونما ہوتی ہے.. ۴۲

۶۔ نئی پیدایش دائمی ہے.. ۵۵

پہلا باب

کیا میرے لئے نئی پیدائش ضروری ہے؟

مَیں ایک مرتبہ ایک شخص سے بات کر رہا تھا جس نے کہا کہ وہ مسیحی اِیمان کے بارے میں مزید سیکھنا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا کہ وہ سمجھتا ہے کہ وہ مسیحی ہے اور وہ یہ جاننا چاہتا ہے کہ مسیحیت میں کیا کچھ شامل ہے اور اِس کے تقاضے کیا ہیں۔ لیکن اُس نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ ''نئے سِرے سے پیدا ہونے والا مسیحی نہیں بننا چاہتا''۔

جب مَیں نے یہ سُنا تو میرے ذہن میں ۱۹۷۶ء کی صدارتی مہم آ گئی، جس میں جمی کارٹر نے خود کو نئے سِرے سے پیدا ہونے والا مسیحی کہا تھا۔ تقریباً اُسی زمانے میں چارلس کولسن جو صدر رِچرڈ نکسن کا مُشیر تھا اور جو واٹر گیٹ (Watergate) تنازعہ میں پھنس گیا تھا، مسیح کی طرف رُجوع لایا، اور اُس نے نئے سِرے سے پیدا ہونا "Born Again" کے عُنوان سے ایک کتاب تحریر کی، جس کی کاپیاں لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہوئیں اور اِسی نام سے اِس پر ایک فلم بھی بنائی گئی۔ بلیک پینتھر راہ نُما ایلڈرِیج کلیوّر (Eldridge Cleaver) اور یہاں کے ہسٹلر میگزین کے پبلشر لاری فلنٹ (Larry Flynt) نے بھی دُنیا کے سامنے یہ اِعلان کیا کہ وہ ''نئے سِرے سے پیدا ہو چکے ہیں'' البتہ فلنٹ (Flynt) اب خود کو ملحد کہتا ہے۔

اچانک سے نئے سِرے سے پیدا ہونے کی اِصطلاح جو کہ پہلے صرف کلیسیا کے چھوٹے سے حلقے میں جانی جاتی تھی، ایک اہم خبر بن گئی اور قومی توجہ حاصل کرنے لگی۔ غیر مسیحی معاشرے نے بھی اِس اِصطلاح کو اِختیار کر لیا اور اِسے مسیحی اِیمان سے باہر کی باتوں پر لاگو کرنا

شروع کر دیا۔ مثال کے طور پر اگر کوئی بیس بال(Baseball) کا کھلاڑی ایک سال کی نہایت خراب کارکردگی کے بعد اگلے سال اچھی کارکردگی دِکھاتا، تو کہا جاتا کہ وہ "نئے سِرے سے پیدا ہوا" کھلاڑی ہے۔

مگر اِس ساری تشہیر اور شور شرابے میں اِصطلاح "نئے سِرے سے پیدا ہونا" کے مفہوم کو پسِ پُشت ڈال دیا گیا۔ نتیجاً، کلیسیا کے اندر بھی نئے سِرے سے پیدا ہونے کی حقیقی نوعیت کے بارے میں اُلجھن پائی جاتی ہے۔ اِس لئے، اِس مختصر کتابچے کا مقصد یہ جائزہ لینا ہے کہ بائبلی اور اِلٰہیاتی طور پر نئے سِرے سے پیدا ہونے کا کیا مطلب ہے۔

آغاز ہی میں یہ بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ اِصطلاح "نئے سِرے سے پیدا شُدہ مسیحی " محدُود اور تکنیکی لحاظ سے، محض ایک تکرار ہے۔ یہ اِس لئے ہے کیوں کہ نئے عہد نامے کے مطابق مسیحی بننے کے لئے نئے سِرے سے پیدا ہونا ضروری ہے (یوحنا ۳: ۳-۵)۔ اِس لئے اگر کوئی شخص نئے سِرے سے پیدا ہوا ہے، تو وہ (خواہ مرد ہو یا عورت) مسیحی ہے۔ لہٰذا کسی شخص کو "نئے سِرے سے پیدا شُدہ مسیحی" کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی شخص کو مسیحی، مسیحی کہنا۔ نیا عہد نامہ کسی اَور قِسم کے مسیحی سے واقف نہیں۔

نیز، اِصطلاح "دوبارہ پیدا ہونا" علمِ اِلٰہی کی اِصطلاح "نئے سِرے سے پیدا ہونا" کا ایک عام مترادِف ہے۔ مَیں مسیحیت کی تارِیخ میں کسی بھی ایسی کلیسیا سے واقف نہیں جو نئے سِرے سے پیدا ہونے یا دوبارہ پیدایش کے عقیدے سے خالی ہو۔ یعنی مغربی تارِیخ میں ہر مسیحی جماعت کو کسی نہ کسی صُورت میں اِس بات کا تصوّر واضح کرنا پڑا کہ رُوحانی طور پر نئی پیدایش کا کیا مطلب ہے۔ یہ اِس لئے ہے کیوں کہ یہ تصوّر علمائے اِلٰہیات، مفسرینِ بائبل یا مُنادی کرنے والوں کی

تعلیم سے شروع نہیں ہوا۔ رُوحانی طور پر نئی پیدایش کا اصل منبع خود یسوع مسیح کی تعلیم میں پایا جاتا ہے۔ چونکہ مسیحی اپنے آپ کو مسیح کے پیروکار کہتے ہیں، اِس لئے فطری طور پر وہ اِس بات کو سمجھنے میں دِلچسپی رکھتے رہے ہیں کہ یسوع مسیح نے اِس خیال کے بارے میں کیا فرمایا۔

مسیح یسوع کی نیکدیمس کے ساتھ گفتگو

اِس موضوع پر یسوع مسیح کی تعلیم کا پہلا بیان یوحنا ۳ باب میں پایا جاتا ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ ہم اِس حوالے کا آہستہ آہستہ مطالعہ کریں، تاکہ ہم نئی پیدایش پر آئندہ ہونے والی ہماری گفتگو کے لئے ایک مضبوط بنیاد قائم کر سکیں۔

یوحنا لکھتا ہے کہ "فریسیوں میں سے ایک شخص نیکدیمس نام یہودِیوں کا ایک سردار تھا۔ یہ شخص رات کو یسوع مسیح کے پاس آیا" (آیت ۱۔۲)۔ یوحنا فوراً ہمیں نیکُدیمس سے متعارف کرواتا اور اُس کے پس منظر کے بارے میں دو باتیں بتاتا ہے: پہلی بات یہ کہ وہ ایک فریسی تھا، اور دُوسری یہ کہ وہ یہودیوں کا ایک سردار تھا۔ فریسی ایک قدامت پسند فرقہ تھے اور وہ خُدا کی شریعت کی سختی سے فرماں برداری کے لئے مشہور تھے۔ "یہودِیوں کے سردار" اِسرائیل میں مذہبی اِختیار رکھنے والے لوگ تھے۔ یہودی قوم رومی سلطنت کے ماتحت تھی اور اُس پر ایک رومی گورنر حکومت کرتا تھا۔ تاہم، اِسرائیل میں مذہبی اِختیار ستر آدمیوں کے ایک گروہ کے سپُرد تھا جو صدرِ مجلس (Sanhedrin) کہلاتا تھا۔ یہ لوگ کسی حد تک اَمریکہ کے سینٹ کے نمائندوں یا رومن کیتھولک کلیسیا کے کارڈینلوں (Carninals) کے برابر سمجھے جاتے تھے۔ جب یوحنا نیکُدیمس کو یہودیوں کا سردار کہتا ہے تو وہ واضح کرتا ہے کہ نیکدیمس سنہیڈرن کا رُکن تھا۔ تمام

فریسی سنہیڈرن کے رُکن نہیں تھے، لیکن سنہیڈرن کے بعض اَرکان فریسی تھے۔ پس نیکُدیمس ایک عالم اور بااِختیار شخص تھا، جو علم اِلٰہی کی تربیت حاصل کر چکا تھا۔

نیکُدیمس، مسیح یسوع کے پاس رات کے وقت آیا۔ اُس نے ایسا کیوں کیا؟ مجھے گُمان ہوتا ہے کہ نیکُدیمس تھوڑا سا گھبرایا ہوا تھا۔

وہ نہیں چاہتا تھا کہ اُسے عوامی طور پر یسوع مسیح کے ساتھ دیکھا جائے، جو (یسوع مسیح) کہ عوام میں تو مقبول تھا لیکن مذہبی راہ نُماؤں کی نظر میں مشکوک سمجھا جاتا تھا۔ پس وہ یسوع مسیح کے ساتھ اپنی پہلی ملاقات میں بہت احتیاط کے ساتھ پیش آیا۔

تاہم، وہ بڑے اچھے اَلفاظ کے ساتھ مخاطب ہوا: ”وہ شخص رات کے وقت یسوع کے پاس آیا اور اُس سے کہا، ربی! ہم جانتے ہیں کہ تو خُدا کی طرف سے اُستاد ہو کر آیا ہے کیوں کہ جو معجزے تو دِکھاتا ہے کوئی شخص نہیں دِکھا سکتا جب تک خُدا اُس کے ساتھ نہ ہو“ (آیت ۲)۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ یہودِیوں کے اِس سردار نے مسیح یسوع کو ربّی تسلیم کیا اور اُنہیں وہ عزت دی جو کہ ایک شرع کے عالم کے لئے مخصوص تھی۔ نیکُدیمس اِس بات کا اِقرار کر رہا تھا کہ مسیح یسوع خُدا کے کلام کا سچا اُستاد ہے۔ پھر اُس نے ظاہر کیا کہ کم اَز کم بعض یہودی پیشوا، اُن معجزات کے سبب جو وہ دِکھا رہا تھا یہ مانتے تھے کہ یسوع مسیح خُدا کی طرف سے بھیجا گیا اُستاد ہے۔ یہ روِیّہ فریسیوں کی جماعت کے بہت سے لوگوں سے کافی مختلف تھا۔ وہ یسوع مسیح کے بارے میں ایسا مثبت خیال نہیں رکھتے تھے، بلکہ اُنہوں نے اُس کے عجیب کاموں کو شیطان کی قدرت سے منسوب کیا (متی ۱۲: ۲۲۔ ۳۲)۔ لیکن اِس فریسی نے ایسا سنگین اِلزام لگانے سے اِنکار کیا، بلکہ وہ یسوع مسیح کی تعریف کرتے ہوئے آیا۔

وہ کہہ رہا تھا: ”یسوع، مَیں جانتا ہوں کہ تُو خُدا کی طرف سے اُستاد ہو کر آیا ہے کیوں کہ کوئی شخص اُس قدرت کا اِظہار نہیں کر سکتا جو تُو نے ظاہر کی ہے جب تک کہ خُدا خود اُس کے پیغام کی تصدیق نہ کرے۔

ایک ناگزیر شرط

غور کریں کہ خُداوند یسوع مسیح نے کس طرح سے جواب دیا۔ اُس نے یہ نہیں کہا ”اَے یہودیوں کے سردار اور سنہیڈرن کے رُکن مَیں تمہاری طرف سے دی جانے والی اِس عزت اَفزائی کی وجہ سے مشکور ہوں، ایسے بلند مرتبہ شخص کی طرف سے عزت پانا بہت بڑی بات ہے“۔ یوں معلوم ہوتا ہے گویا یسوع مسیح نیکدُیمس کی تعریفوں کے ختم ہونے کا اِنتظار ہی نہ کر سکتے تھے۔ جیسے ہی نیکدُیمس خاموش ہوا، یسوع مسیح نے اپنی تعلیمات کے معمول کے مطابق غیر ضروری باتوں کو کاٹ کر اصل نکتے کی طرف آتے ہوئے جواب دیا۔ اُس نے نیکدُیمس سے کہا: ”میں تجھ سے سچ کہتا ہوں جب تک کوئی آدمی نئے سِرے سے پیدا نہ ہو وہ خُدا کی بادشاہی کو نہیں دیکھ سکتا“ (آیت ۳)۔ دُوسرے لفظوں میں وہ یہ فرما رہے تھے کہ: ”نیکدُیمس، ظاہری باتوں اور شخصی اِعزازات کا ذِکر چھوڑ دو۔ مَیں تم کو جو بات سمجھانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ خُدا کی بادشاہی کو دیکھنے کے لئے اِنسان کو ایک چیز لازمی طور پر کرنی چاہیے۔

ہم عِلمِ اِلٰہی اور فلسفے میں اِمتیاز کرنے سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور اِن دونوں علوم میں ایک نہایت اہم فرق یہ ہے جسے ہم ”لازمی شرط“ اور ”یقینی شرط“ کے درمیان فرق بیان کرنا کرتے ہیں۔ لازمی شرط اُس اَمر کو کہتے ہیں جو کسی دُوسرے اَمر کے وقوع پذیر ہونے سے پہلے لازمی طور پر ظہور میں آئے۔ مثال کے طور پر، جیسے آگ کے بھڑکنے کے لئے آکسیجن کی

موجودگی لازمی طور پر درکار ہے۔ اگر آکسیجن نہ ہو تو آگ ہر گز نہیں جل سکتی۔ اِس کے برعکس، یقینی شرط وہ ہے جو کسی نتیجے کے وقوع پذیر ہونے کے لئے کافی ہو۔ آکسیجن، آگ کے لئے یقینی شرط نہیں ہے۔ یہ آگ کے لئے ضروری تو ہے، لیکن یہ اکیلے آگ کے جلنے کی ضمانت نہیں دیتی ۔ آکسیجن کے بغیر آگ کا وجود ممکن نہیں لیکن آگ کے بغیر آکسیجن موجود ہو سکتی ہے۔ مختصراً، لازمی شرط ایسی چیز ہے جس کے بغیر مطلوبہ نتیجہ ہر گز بر آمد نہیں ہو سکتا۔

اِس گفتگو کے دوران، مسیح یسوع نے نیکُدیمس کے سامنے ایک لازمی شرط رکھی۔ جب بھی مسیح یسوع، لازمی شرائط کی بات کرتا ہے تو ہمیں پوری توجہ سے سُننا چاہیے، لیکن اِس موقع پر یہ بات خاص طور پر اہم ہے، کیوں کہ یہاں وہ خُدا کی بادشاہی میں داخل ہونے کے لئے ایک قطعی تقاضا بیان کرتا ہے۔ اُس نے فرمایا:" جب تک کوئی نئے سِرے سے پیدا نہ ہو وہ خُدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا"۔ یعنی جب تک (A) واقع نہ ہو، (B) ہر گز وقوع پذیر نہیں ہو سکتا۔ کیا تم دیکھ سکتے ہو کہ یہ بات اِس قدر اہم کیوں ہے؟ اِن اَلفاظ کے ساتھ، مسیح یسوع نے اپنی بادشاہی میں داخل ہونے کے لئے وہ لازمی شرط واضح کر دی۔ اُس نے اُس شخص کی بات کاٹ دی جو علم اِلٰہیات میں نہایت تربیت یافتہ تھا، جو ایک مذہبی سردار تھا اور جسے اِسرائیل میں اُس کے ہم وطن بڑی عزت اور تحسین کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اُس نے سچائی اُس پر واضح کر دی اور اُسے بتایا کہ " تمہیں نئے سِرے سے پیدا ہونے کی ضرورت ہے"۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ مَیں کسی کلیسیائی خادِم کے چرچ میں داخل ہوں اور جب وہ مجھ سے کوئی اِلٰہیاتی سوال کر رہا ہو یا مجھ سے رحم سے متعلق کوئی بات کر رہا ہو، تو مَیں اُس سے یہ کہوں کہ: "ٹھہرو! تم خُدا کی بادشاہی کو دیکھ بھی نہیں

سکتے، کیوں کہ تمہیں نئے سِرے سے پیدا ہونا ضروری ہے"۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ فریسی مسیح یسوع سے اِس قدر دُشمنی کیوں رکھتے تھے۔

سادہ اَلفاظ میں بیان کروں تو اگر تم رُوحانی طور پر نئے سِرے سے پیدا نہیں ہوئے تو تم مسیحی نہیں ہو۔ مسیحی ہونے کے لئے نئے سِرے سے پیدا ہونا ضروری ہے۔ کوئی شخص پیدایشی طور پر مسیحی نہیں ہوتا۔ کوئی بھی شخص اِس دُنیا میں اِس حالت میں داخل نہیں ہوتا کہ وہ پہلے ہی خُدا کی بادشاہی میں شامل ہو۔ فریسیوں کا یہ خیال تھا کہ وہ پیدایش ہی سے خُدا کی بادشاہی میں شامل ہیں۔ وہ اِس کا جواز یہ پیش کرتے تھے کہ "ہم اَبرہام کی اولاد ہیں۔ ہم سب راست بازی کے کام کرتے ہیں۔ ہمارے پاس موسیٰ کی شریعت ہے"۔ لیکن بعد میں مسیح یسوع نے اُن سے کہا: "تم اَبرہام کی اولاد نہیں ہو۔ تم اُن کی اولاد ہو جن کی تم خدمت کرتے ہو" (یوحنا ۸:۳۹۔۴۷)۔

مَیں اِس بات پر جتنا زور دُوں کم ہے کہ یسوع مسیح کا یہ اِعلان کتنا اِنقلابی تھا۔ یہ ہمارے کانوں کو بھی اِنقلابی لگتا ہے اور مسیح یسوع کے ہم عصر لوگوں کو تو یہ اَور بھی زیادہ اِنقلابی محسوس ہوا تھا۔

میرے اُس دوست کی بات کو یاد کریں جس نے کہا تھا، "مَیں مسیحی بننا چاہتا ہوں لیکن مَیں نئے سِرے سے پیدا شُدہ مسیحی نہیں بننا چاہتا"۔

مجھے اپنے ایک دوست کی بات یاد آتی ہے جس نے کہا: "آر۔ سی، مَیں مسیحی تو بننا چاہتا ہوں، لیکن مَیں نئے سِرے سے پیدا ہونے والا مسیحی نہیں بننا چاہتا"۔ اصل میں وہ دونوں فائدے ایک ساتھ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ یقیناً، وہ چاہتا تھا کہ کیک بھی اُس کے پاس رہے اور وہ اُسے کھا بھی لے، یعنی وہ دونوں چیزوں کو ایک ساتھ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ غالباً، اُس کا مطلب

صرف یہ تھا کہ ”مَیں مسیحی بنناچاہتاہوں، ایک حقیقی مسیحی، لیکن مَیں اُن لوگوں میں سے نہیں بننا چاہتا جو اپنی مسیحیت کو آستین پر سجائے پھرتے اور اپنے ناگوار بشارتی طریقوں سے دُوسروں کو پریشان کرتے ہیں۔ اِس طرح وہ مسیحیوں کے ایک ایسے گروہ کی نشان دِہی کر رہاتھاجو اُسے ناگوار گزرتا تھا، یعنی کلیسیا کے اندر ایک ایسا انداز جسے وہ خاص طور پر ”نئے سِرے سے پیدا ہونے والے مسیحیوں“ کے ساتھ منسوب کرتا تھا۔

لیکن زبان کے حقیقی مفہوم کے مطابق مسیحی کی صرف ایک ہی قِسم ہے۔ اِس ایک ہی قِسم کے مسیحی کے مختلف انداز ہو سکتے ہیں۔ بعض مہذب ہوتے ہیں اور بعض سخت مزاج۔ بعض خاموش ہوتے ہیں اور بعض دروغ گُو۔ بعض قدامت پسند ہوتے ہیں اور بعض اِتنے قدامت پسند نہیں ہوتے۔ لیکن جو واحد قِسم خدا کی بادشاہی میں داخل ہوتی ہے وہ نئے سِرے سے پیدا ہونے والوں کی ہے، کیوں کہ مسیح یسوع نے نئی پیدایش کو لازمی شرط قرار دیا ہے۔ لہٰذا نئی پیدایش کے متعلق جو سب سے پہلی چیز مَیں بیان کرنا چاہتاہوں وہ یہ ہے کہ یہ لازمی چیز ہے۔

یسوع مسیح کا اعادہ کا اِستعمال

یہودیوں کے ہاں کسی بات پر زور دینے کے لئے تکرار اِستعمال کرنے کے دو طریقے تھے ، اور یسوع مسیح نے نیکدیمس کے ساتھ اپنی گفتگو میں دونوں طریقوں کو اِستعمال کیا۔ مَیں نے اِن طریقوں میں سے ایک کو اپنی کتاب ”خُدا کی پاکیزگی “ میں بیان کیا ہے، جب مَیں نے یسعیاہ ٦ باب کا جائزہ لیا، جہاں خُدا کے آسمانی تخت کے سامنے سرافیم کو یوں دِکھایا گیا ہے کہ وہ باری باری جواب دیتے ہوئے یہ گاتے ہیں: ”قدُوس، قدُوس، قدُوس“۔ مَیں نے ایک لفظ کی اِس تکرار کی اہمیت کو بیان کیا ہے، جو ایک ایسا اسلوب ہے جسے ہم پوری بائبل میں اِستعمال ہوتے دیکھتے ہیں۔

جب یہودی کسی بات پر زور دینا چاہتے تھے تو وہ فجائیہ نشان لگانے یا اَلفاظ کو نمایاں انداز میں لکھنے کی بجائے اُسے سادہ طور پر دُہرا دیتے تھے۔

جب یسوع مسیح نے اپنی لازمی شرط کو بیان کیا، تو اُس نے صرف یہ نہیں کہا کہ "جب تک کوئی نئے سِرے سے پیدا نہ ہو وہ خُدا کی بادشاہی کو دیکھ نہیں سکتا" بلکہ اُس نے اِن اَلفاظ کے ساتھ آغاز کیا "سچ کہتا ہوں، سچ کہتا ہوں"، جو اصل زبان میں "آمین، آمین" پڑھا جاتا ہے۔

ہمیں انگریزی لفظ آمین، اِسی عبرانی لفظ سے ملا ہے۔ یہ وہ لفظ ہے جسے ہم اکثر اپنی دُعاؤں کے اِختتام پر اِستعمال کرتے ہیں، جس کے ذریعے ہم کہتے ہیں "یقیناً" یا "ایسا ہی ہو"۔ مسیح یسوع وقتاً فوقتاً اپنی تعلیم کی اِبتدا لفظ "آمین" کو دُہرا کر کیا کرتے تھے اور یہ بھی اُنہی مواقعوں میں سے ایک ہے۔ جب مسیح یسوع نے کہا "سچ، سچ کہتا ہوں" تو یہ ایسے ہی تھا جیسے کہ وہ کہہ رہے ہوں، بہتر ہے کہ تم اِس بات کے ساتھ ایک خاص نشان لگالو، کیوں کہ یہ نہایت اہم بات ہے۔

اپنی سیمنری کی کلاسز میں مَیں اپنے طلبا سے کہا کرتا تھا "جب بھی تم مجھے تختہ سیاہ پر کوئی بات لکھتے دیکھو تو اپنی یادداشت میں اُس کے ساتھ سُرخ نشان 'X' لگالو، کیوں کہ تم یقین رکھ سکتے ہو کہ وہ اِمتحان میں ضرور آئے گا"۔ مسیح یسوع نے بھی ایسا ہی کیا جب اُس نے کہا "مَیں تم سے سچ کہتا ہوں" جب وہ یہ کہنا چاہتا تھا کہ "یہ بات نہایت اہم ہے"۔ اُس نے کہا تھا کہ "مَیں تم سے سچ کہتا ہوں"۔

راستہائے متحدہ اَمریکہ میں ہزاروں خادِمین ایسے ہیں جو اِس اِتوار کی صبح کھڑے ہو کر کہیں گے کہ خُدا کی بادشاہی میں داخل ہونے کے لئے نئے سِرے سے پیدا ہونا ضروری نہیں۔ اگر تم کسی کو ایسا کہتے سُنو، تو یاد رکھو کہ یہ وہ بات نہیں جو مسیح یسوع نے فرمائی تھی۔

جب تم اِس بارے میں تذبذب کا شکار ہو جاؤ کہ آیا نئے سِرے سے پیدا ہونا ضروری ہے یا نہیں، تو فیصلہ آپ کو کرنا ہو گا کہ مسیحی کلیسیا کے ساتھ اعلیٰ ترین اِختیار کے ساتھ کون کلام کرتا ہے۔

کلیسیا کا مالک خُداوند، اِس بات کی تاکید کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ، مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک کوئی نئے سِرے سے پیدا نہ ہو وہ خُدا کی بادشاہی کو نہیں دیکھ سکتا"۔

یہودیوں کے ہاں، کسی بات کو دُہرانے کا ایک اَور طریقہ بھی تھا۔ کسی لفظ کو دُہرانے کے علاوہ، وہ کسی خاص تصوُّر کو قدرے مختلف اَلفاظ میں بھی دوبارہ بیان کرتے تھے۔ جب پولُس رسول گلتیوں کو تنبیہ کر رہا تھا کہ وہ مسیحی خوش خبری کو ترک نہ کریں تو اُس نے اُن سے کہا "لیکن اگر ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ بھی اُس خوش خبری کے سِوا جو ہم نے تمہیں سُنائی کوئی اَور خُوش خبری تمہیں سُنائے تو ملعُون ہو" (گلتیوں ۱:۸)۔ پولُس رسول نے مزید فرمایا کہ مَیں پھر کہتا ہوں کہ "اُس خوش خبری کے سِوا جو تم نے قبول کی تھی اگر کوئی تمہیں اور خوش خبری سُناتا ہے تو ملعُون ہو" (آیت ۹)۔ یہاں پر پولُس رسول نے یہودی تکرار کی دُوسری صُورت اِستعمال کی، اُس نے ایک ہی نکتے کو قدرے مختلف اَلفاظ میں دو مرتبہ بیان کیا۔

مسیح یسوع نے بھی ایسا ہی کیا۔ پہلے مسیح یسوع نے فرمایا "مَیں تم سے سچ کہتا ہوں، جب تک کوئی نئے سِرے سے پیدا نہ ہو خُدا کی بادشاہی کو نہیں دیکھ سکتا (یوحنا ۳:۳)۔ نیکدیمس نے جواب دیا: "آدمی جب بوڑھا ہو گیا تو کیونکر پیدا ہو سکتا ہے؟ کیا وہ دوبارہ اپنی ماں کے پیٹ میں داخل ہو کر پیدا ہو سکتا ہے؟" (آیت ۴)۔ پھر مسیح یسوع نے جواب دیا: "مَیں تجھ سے سچ کہتا ہوں جب تک کوئی آدمی پانی اور رُوح سے پیدا نہ ہو وہ خُدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا"

(آیت ۵)۔ خُداوند یسوع مسیح کی طرف سے اِس شرط کا اِعادہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ کس قدر لازمی ہے۔

مَیں یسوع مسیح کی تعلیم سے یہ نتیجہ اَخذ کرتا ہوں: جب تک کوئی نئے سِرے سے پیدا نہیں ہوتا اُس کے لئے خُدا کی بادشاہی کو دیکھنا اور اُس میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ لیکن اِس سے ایک اَور اہم سوال پیدا ہوتا ہے: "نئے سِرے سے پیدا ہونے سے کیا مُراد ہے؟"۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا، ہر کلیسیا کا نئی پیدایش کے متعلق کوئی نہ کوئی عقیدہ ضرور ہوتا ہے۔ یقین کریں کہ اُن سب کا عقیدہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ سب اِس بات کا اِقرار کرتے ہیں کہ نئے سِرے سے پیدا ہونا یا نئی پیدایش خُدا کی بادشاہی میں داخل ہونے کے لئے ایک لازمی شرط ہے، لیکن سب اِس پر متفق نہیں کہ یہ شرط کس طرح پوری ہوتی ہے اور اِس کو دُرُست طور پر پورے کرنے کے تقاضے کیا ہیں۔ آنے والے اَبواب میں ہم اپنی توجہ اِس بات پر مرکوز کریں گے کہ جب یسوع مسیح نے یہ لازمی شرط بیان کی تو اِس کا اصل مطلب کیا تھا۔

دُوسرا باب

نئی پیدایش ایک بھید ہے

مَیں نے ایک مرتبہ ٹیلی وِیژن پر ایک مصوّر کو مصوّری کا عملی مظاہرہ کرتے دیکھا۔ جب وہ تصویر بنا رہا تھا تو وہ اُن طریقوں کی وضاحت بھی کر رہا تھا جو وہ اِستعمال کر رہا تھا۔ اُس نے اِبتدا میں اُبھرتے ہوئے بادلوں کی تصویر بنائی۔ پھر اُس نے ایک مختلف برش کے اِستعمال کو دِکھایا تاکہ بادلوں میں سایہ ڈالے اور اُن میں لہریں پیدا کرے۔ اُس نے بتایا کہ اُن بادلوں کی تصویر میں جو آسمان میں ساکن ہوں اور اُن بادلوں میں جو ہوا سے اُڑائے جا رہے ہوں، فرق ہوتا ہے۔ جو بادل ساکن ہوں وہ گویا مفلوج سے دِکھائی دیتے ہیں یعنی جیسے منظر پر منجمد ہو گئے ہوں۔ اُس شخص نے وضاحت کی کہ حقیقی بادل نہ صرف اپنے اندر نمی رکھتے ہیں بلکہ ہوا کے ذریعے سے حرکت بھی کرتے ہیں۔ پھر اُس نے تیسرا برش لیا اور اپنے ہاتھ کو بادلوں کی چوٹیوں پر کچھ نشان (ہلکی لکیریں) بنانے کے لئے حرکت دی۔ وہ لکیریں واضح نہ تھیں لیکن اُنہوں نے بادلوں کے کناروں کو واضح طور پر نمایاں کر دیا۔ جب اُس نے کام مکمل کیا تو یوں معلوم ہوتا تھا جیسے بادل حرکت کر رہے ہوں اور اُوپر کی طرف گھُوم رہے ہوں۔ مَیں گویا تصویر میں ہوا کو محسوس کر سکتا تھا، حالانکہ خود ہوا کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔

نیکدیمس کو نئی پیدایش کی اِنتہائی ضرورت کے متعلق تعلیم دینے کے بعد، یسوع مسیح نے ہوا اور رُوحانی نئی پیدایش کے حفیہ، پُر اسَرار اندرونی عمل کے درمیان ایک تمثیل پیش کی۔ اِس باب میں ہم نئی پیدایش کے اِس پہلو پر توجہ مرکوز کریں گے۔

رُوح القدس نے یہ سب کچھ کیا

کچھ سال پہلے مجھے ایک معزز شخص کے ساتھ نجی طور پر ایک گھنٹہ گفتگو کرنے کا موقع ملا، جن سے مَیں اِس سے پہلے صرف ایک مرتبہ مختصر سی ملاقات کر چکا تھا۔ وہ شخص مبشر بلی گراہم (Billy Graham) تھا۔ مجھے اُن کے ساتھ ایشویل (Asheville) شمالی کیرولائنا (North Carolina) میں عشائیہ کرنے کا موقع بھی ملا۔ اِس موقع پر ہم نے کئی چیزوں کے متعلق گفتگو کی، مگر ہماری بات چیت کے دوران، جب ہم اپنی اپنی تبدیلیِ قلب (توبہ اور اِیمان لانے) کے تجربات بیان کر چکے تھے، تو بلی گراہم نے مجھے بتایا کہ جوانی کے زمانے میں اُن کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا تھا، جب وہ Mordecai Ham کی مُنادی سے متاثر ہوئے (یعنی اُن کے پیغام نے اُن کے دِل اور ذہن پر گہرا اَثر ڈالا)۔ اُس وقت وہ Charlotte، North Carolina میں مسلسل کئی دِنوں تک منعقد ہونے والے عبادتی اِجتماعات سے وعظ کر رہے تھے۔ بلی گراہم نے اپنی زندگی کے اِس واقعہ کا ذِکر اپنے وعظوں اور کتابوں میں کئی مرتبہ کیا تھا، لیکن اِتنے برسوں کے بعد اُسے خود اُن کی زبانی سُننا میرے لئے نہایت فروتنی اور عاجزی کا باعث بننے والا تجربہ تھا۔

اُن کی کہانی میں جو بات نُمایاں تھی وہ یہ تھی کہ وہ اُس واقعہ کے بارے میں ایسے پُرجوش دِکھائی دیتے تھے گویا وہ واقعہ اُسی دن پیش آیا ہو۔ وہ اب بھی اُسی جذبے اور جوش سے معمور تھا جو برسوں پہلے اُس لمحے بھڑک اُٹھے تھے جب اُس کی ملاقات مسیح سے ہوئی تھی۔ اُس نے اُن تمام

باتوں کو بیان کیا جس سے وہ گُزرا، جب وہ مسٹر ہیم (Ham) کے اِجتماعات کی طرف کھِنچا چلا آتا تھا اور ہر رات اُن کے پیغام کو سُنتا رہا، یہاں تک کہ آخر کار وہ ناقابلِ مزاحمت طور پر مسیح کی طرف راغب ہوا۔ اِس گفتگو کے اِختتام پر بلی گراہم نے میری طرف دیکھا اور کہا "رُوح القدس نے یہ سب کچھ کیا"۔ وہ رُوح القدس کے وسیلہ سے نئی پیدائش کے بارے میں بات کر رہا تھا۔

میری بیوی بھی اپنی تبدیلی کے بارے میں ایسی ہی بات بیان کرتی ہے۔Vesta Sproul اور ہم تقریباً پانچ برس تک ایک دُوسرے سے ملتے رہے (باہمی تعلق میں رہے) اور ہم شادی کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے۔ اچانک، کالج کے پہلے سال میں ہی، میری باطنی تبدیلی ہوئی اور اِیمان کی اِس اِبتدائی مسافت میں مجھے یہ بات بتائی گئی کہ بطور مسیحی مجھے ایسی عورت سے شادی کرنے کی اِجازت نہیں ہے جو اِیمان دار نہ ہو۔ لیکن Vesta وہ عورت تھی جس سے میری منگنی پہلے سے ہی ہو چکی تھی۔ یہ بات میرے لئے اُس وقت کی زندگی میں ایک شدید داخلی کشمکش بن گئی۔

اپنی طرف سے Vesta Sproul اُس غیر معمولی رویے کو سمجھنے کی جدوجہد کر رہی تھی جو اُس کے منگیتر نے اِختیار کیا تھا۔ اس سے پہلے میرا کوئی سنجیدہ مذہبی عقیدہ نہیں تھا، لیکن اب مسیحیت نے میری زندگی کو بالکل بدل کر رکھ دیا تھا۔ اُسے معلوم نہ تھا کہ کیا مَیں اپنا ہوش کھو رہا ہوں۔

میری گفتگو کے چند مہینوں کے بعد، ویسٹا Vesta Sproul نے مجھے ملنے کا منصوبہ بنایا ۔ اُس دن جب اُس نے آنا تھا، تو مَیں نے اپنی کلاسز چھوڑ دیں اور اپنے کمرے میں ہی رہا اور دروازہ بند کر دیا۔ مَیں اپنے بستر کے پاس فرش پر لیٹ گیا اور ایسے دُعا کی جیسے پہلے کبھی نہیں کی تھی

۔ مَیں نے کہا" اَے خُدا! مَیں نہیں جانتا کہ تیرے اَبدی فیصلے کیا ہیں، مگر اگر تیرا کوئی فیصلہ یہاں میری خواہش کے مطابق نہیں ہے تو اُسے بدل دے"۔ مَیں نے اِس موقع پر کئی گھنٹوں تک خُدا کے ساتھ جدوجہد کی۔ بالآخر مَیں نے فیصلہ کیا کہ اگر ویسٹا Vesta نے اِس ہفتے مسیح کو قبول نہ کیا تو مَیں اُس کے ساتھ تعلق ختم کر دوں گا۔ مَیں نے سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔

جب ویسٹا Vesta آئی ، تو ہم ایک مسیحی تنظیم کی عبادت میں گئے جس میں مَیں بھی شریک تھا۔ مَیں نے ویسٹا کو نہیں بتایا کہ مَیں نے کیا دُعا کی تھی اور مَیں کیا فیصلہ کر چکا تھا۔ مَیں نے اُس سے یہ نہیں کہا کہ " دیکھو، اِس ہفتے کے اِختتام تک ، اگر تم نے مسیح کو قبول نہ کیا تو مَیں اپنی انگوٹھی واپس لینا چاہوں گا۔ مَیں نے اِس کے بارے میں کچھ نہ کہا۔ لہٰذا، وہ اُس عبادت میں آئی، اور میرے کسی عمل دخل کے بغیر اُس نے مسیح یسوع سے ملاقات کی۔ جب وہ اُس عبادت سے باہر آئی، تو وہ بہت زیادہ خوش تھی۔ وہ آرکیمیڈیز(Archimedes) کی مانند تھی، جو غسل خانے سے اُچھل کر چیختا ہے،"یوریکا(Eureka)، مَیں نے اُسے معلوم کر لیا ہے!" وہ ہر مسیحی کی طرح اپنی نجات کی خوشی کو جانتی تھی۔

مگر جب وہ بستر پر گئی، تو ساری رات وہ بار بار جاگتی اور خود کو چٹکی کاٹتی، اور کہتی:"کیا یہ ابھی بھی موجود ہے؟ کیا یہ ابھی بھی میرے پاس ہے؟" پھر وہ اپنے دِل کی کیفیت دیکھتی اور کہتی ،"ہاں، یہ ابھی بھی ہے" پھر وہ کروٹ لیتی اور دوبارہ سو جاتی۔

اگلی صبح، جب ہم دونوں اِکٹھے گئے تو اُس نے مجھے اپنے رات کے تجربے سے آگاہ کیا۔ پھر اُس نے مجھ سے یہ بات کہی، جسے مَیں کبھی نہیں بھولوں گا:"اب مَیں جانتی ہوں کہ رُوح القدس کون ہے"مَیں اُسے یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ میرے ساتھ کیا ہوا تھا، مگر یہ بالکل ایسے

ہی تھا جیسے کسی نابینا کو قوسِ قزح سمجھانے کی کوشش کرنا۔ لیکن جب ویسٹا مسیح یسوع پر اِیمان لائی اور اُس پر بھروسہ کیا، تب ہی وہ خُدا اور رُوح القدس کی ذات اور کردار کو ذاتی طور پر سمجھ سکی ۔اِس سے پہلے وہ رُوح القدس کے بارے میں سُن چکی تھی۔ اُس نے باقاعدہ طور پر چرچ میں جاتے ہوئے پرورِش پائی تھی۔ وہ خُدا باپ، بیٹے اور رُوح القدس کے نام سے ادا کئے جانے والے کلمات برکات کو سُن چکی تھی۔ مگر یہ سب کچھ اُس کے لئے محض رسم ورواج یا ایک تقریب کا حصہ تھا، اُس کے مذہبی پس منظر میں کوئی ذاتی معنی یا اِطلاق نہیں تھا۔

جو مشکل مجھے ویسٹا کے سامنے اپنے اِیمان لانے کی وضاحت کرتے ہوئے پیش آئی وہ غیر معمولی تھی۔ دُنیا میں سب سے مشکل چیزوں میں سے ایک یہ بیان کرنا ہے کہ ایک رُوحانی تجربہ حاصل کرنے کا کیا مطلب ہے جو آپ کی زندگی بدل دے۔ یہ اِس لئے ہے کہ نئی پیدایش ایک بھید ہے۔ اور اگر یہ ہم میں سے جنہوں نے اِسے تجربہ کیا ہے، کے لئے ایک بھید ہے، تو یہ اُن کے لئے جو اِسے نہیں جانتے، سب سے بنیادی سطح پر ایک ناقابل فہم بھید ہے، حتیٰ کہ نیکدیمس جیسے ماہر اِلٰہیات کے لئے بھی۔

نئی پیدایش پُراسرار ہے

نیکدیمس کی پریشانی اُس کی یسوع مسیح کے ساتھ گفتگو میں ظاہر تھی۔ مسیح یسوع کے اُس کو یہ کہنے کے بعد کہ "جب تک کوئی نئے سِرے سے پیدا نہ ہو وہ خُدا کی بادشاہی کو نہیں دیکھ سکتا "(یوحنا ۳:۳)، نیکدیمس نے مسیح یسوع کی طرف دیکھا اور کہا" آدمی جب بوڑھا ہو گیا تو کیونکر پیدا ہو سکتا ہے؟"(آیت ۴)۔ دُوسرے لفظوں میں وہ یہ کہہ رہا تھا کہ "اَے مسیح تو یہ کیا بات کر

رہا ہے ؟" میرا ایمان ہے کہ یہ اُن نہایت بے اَدبی کی باتوں میں سے ایک ہے جو کبھی کسی نے یسوع مسیح سے کہی ہوں۔ نیکدیمس نے واضح طور پر یسوع مسیح کی بات کو سمجھنے میں خطا کی۔

مسیح یسوع نئی پیدائش کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ "Re" سابقہ پر غور کریں، جس کے معنی ہیں، "دوبارہ"۔ لفظ "Generate" کے لغوی معنی ہیں "پیدا ہونا" یا "دوبارہ واقع ہونا"۔ تاہم، اُس کے پیشِ نظر جسمانی پیدائش نہیں تھی بلکہ رُوحانی پیدائش تھی۔ نئی پیدائش سے مُراد واقعی میں حقیقی پیدائش ہے، لیکن یہ ایک اَور نوعیت کی پیدائش ہے۔

نیکدیمس کے سوالات کے جواب میں، مسیح یسوع نے اِس بھید کی وضاحت کرنا شروع کی۔ اُس نے کہا "جو جسم سے پیدا ہوا ہے جسم ہے اور جو رُوح سے پیدا ہوا ہے رُوح ہے" (آیت ۶)۔ یسوع مسیح ایک واضح نکتہ بیان کر رہا تھا، ایک اِبتدائی بات، مگر ایسی جو نیکدیمس کے کانوں کے لئے بار بار دُہرائی جانے کی ضرورت تھی۔ آخر کار، جہاں زیادہ تر ماہرِ الٰہیات غلطی کرتے ہیں، وہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں بلکہ ایک بنیادی نکتہ، ایک اِبتدائی بات ہے، ایک ایسا نکتہ جس پر اُنہیں عبور حاصل ہونا چاہیے تھا۔ دراصل، اُس گفتگو کے دوران، آگے چل کر مسیح یسوع نے نیکدیمس کو ہلکے انداز میں تنبیہ کرتے ہوئے کہا: "بنی اِسرائیل کا اُستاد ہو کر کیا تو اِن باتوں کو نہیں جانتا؟" (آیت ۱۰)۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کہ مسیح یسوع فرما رہا ہو "تم پر اَفسوس۔ تمہیں اِن باتوں کا علم ہونا چاہیے۔ مَیں یہ باتیں خود سے نہیں بنا رہا۔ یہ بائبلی مذہب کے بنیادی اُصول ہیں"۔

نئی پیدائش ضروری ہے کیوں کہ جو جسم سے پیدا ہوا ہے جسم ہے اور تم جسم سے رُوح کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اگر تم شاہ بلوط کا درخت اُگانا چاہتے ہو، تو تمہیں بلوط کا بیج بونا پڑے گا، اسٹرابیری کا نہیں۔ جسم صرف جسم کو ہی پیدا کرتا ہے، لیکن جو رُوح سے پیدا ہوا ہے رُوح ہے۔

لہٰذا، مسیح یسوع نیکدیمس سے رُوحانی طور پر نئی پیدایش کی بابت بات کر رہا تھا، نہ کہ حیاتیاتی عمل کے دُہرانے کی۔ یہ چیز کہیں زیادہ پُراِسرار ہے۔

یہ واضح کرنے کے بعد کہ وہ رُوحانی اُمُور کے بارے میں بات کر رہا ہے، مسیح یسوع نے مزید کہا "تعجب نہ کر کہ مَیں نے تجھ سے کہا تمہیں نئے سرے سے پیدا ہونا ضرور ہے" (آیت ۷)۔ اگر ناصرت کے یسوع مسیح کے کسی حکم کو لوگوں نے نظر انداز کیا ہے تو وہ یہی ہے۔ لوگ اب بھی حیران، پریشان اور بے چین ہو جاتے ہیں جب کوئی یہ تجویز دیتا ہے کہ نئے سرے سے پیدا ہونا ضروری ہے۔ لیکن مسیح یسوع نے کہا: "اِس سے تعجب نہ کرو اور اِس پر حیران نہ ہو"۔ پھر یسوع مسیح نے نیکدیمس کے سوال کا جواب دینا شروع کیا کہ "کیسے"۔ لیکن اِس بھید کی وضاحت کرتے ہوئے، یسوع مسیح نے اِس حقیقت کو اَور بھی گہرا بنا دیا۔ اُس نے فرمایا: "ہوا جدھر چاہتی ہے چلتی ہے اور تو اُس کی آواز سُنتا ہے مگر نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آتی اور کہاں کو جاتی ہے، جو کوئی رُوح سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی ہے" (آیت ۸)۔ یہاں حیرت انگیز اَلفاظ کا کھیل ہے۔ یہاں یونانی لفظ "Pneuma" کو "رُوح"، "پیدایش" یا "ہوا" کے طور پر ترجمہ کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا، جب مسیح یسوع نے فرمایا کہ "تمہیں رُوح سے پیدا ہونا ہے اور یہ "ہوا کی مانند ہے" تو وہ فرما رہا تھا کہ "Pneuma" ویسا ہی ہے جیسے کہ "Pneuma"۔ اِسی نوعیت کی اَلفاظ کا کھیل یوحنا کی اِنجیل کے بیان میں اُس واقعہ کے متعلق جو بالائی کمرے میں وقوع پذیر ہوا، بھی دِکھائی دیتا ہے، جب مسیح یسوع نے اُن پر پھونکا اور اُن سے کہا: "رُوح القدس لو" (یوحنا ۲۰: ۲۲)۔ جس لفظ کو "پھونکا" اور "رُوح" دونوں کے طور پر ترجمہ کیا گیا ہے وہ "Pneuma" ہے۔ یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں پر سانس پھونکا (Pneumatized) اور پھر کہا "رُوح القدس لو"۔

یسوع مسیح نے موثر طور پر کہا" نیکدیمس! کیا تُو جاننا چاہتا ہے کہ نئی پیدایش کیسے واقع ہوتی ہے ؟"ہوا" "The Pneuma" جہاں چاہتی ہے چلتی ہے یعنی رُوح جس پر چاہتی ہے اَثر انداز ہوتی ہے۔ یہ ہوا کی مانند ہے جدھر چاہتی ہے چلتی ہے۔ آپ اُس کو دیکھ نہیں سکتے، لیکن آپ اُس کے اَثرات کو محسوس کر سکتے ہو۔ رُوح کا حال بھی ایسا ہی ہے۔ دُوسرے لفظوں میں، رُوح القدس کا نئی پیدایش کا کام پوشیدہ اور پُراِسرار ہے۔

نئی پیدایش نادِیدہ ہے

سب سے بنیادی سطح پر رُوح القدس کا کام پُراِسرار ہے، کیوں کہ خود رُوح القدس کے ساتھ بھی بڑی حد تک بھید اور راز وابستہ ہے۔ کلیسیائی تارِیخ میں رُوح القدس اور اُس کے کام پر لکھی گئی عظیم تصانیف میں سے ایک تصنیف اَبرہام کائپر (Abraham Kuyper) کی ہے، جو کہ ایک ماہر اِلٰہیات تھے اور نیدرلینڈ کے وزیراعظم کے طور پر بھی خدمت سر اَنجام دے چکے تھے۔ اپنی مشہور کتاب "رُوح القدس کے کام" کے دِیباچہ میں اَبرہام کائپر لکھتے ہیں: "مسیح یسوع کو دیکھا اور سُنا جا سکتا ہے۔ ایک وقت تھا جب اِنسانوں کے ہاتھ کلامِ حیات کو چھو بھی سکتے تھے۔ لیکن رُوح القدس بالکل مختلف ہے۔ اُس کی کوئی بھی چیز ظاہری صُورت میں نہیں ہوتی، وہ کبھی بھی نادِیدہ خلا سے باہر نہیں آتا۔ وہ معلق، غیر متعین اور اِنسانی سمجھ سے بالاتر رہتا ہے، اِسی لئے وہ ایک بھید ہے۔ وہ ہوا کی مانند ہے! ہم اُس کی آواز تو سُنتے ہیں لیکن نہیں جانتے کہ وہ کہاں سے آتی ہے اور کہاں کو جاتی ہے۔ آنکھ اُسے نہیں دیکھ سکتی، کان اُسے سُن نہیں سکتے اور ہاتھ تو اُسے بالکل چھو نہیں سکتے۔ البتہ علامتی نشانیاں اور ظہور ضرور پائے جاتے ہیں: ایک کبوتر، آگ کی سی زُبانیں، تیز اور زور آور آندھی کی آواز، یسوع مسیح کے مقدّس ہونٹوں سے پھونک، ہاتھ رکھنے کی رسم،

اور غیر زبانیں بولنا۔ لیکن اِس سب کے باوجود کوئی بھی چیز باقی نہیں رہتی، کچھ بھی پیچھے نہیں ٹھہرتا، یہاں تک کے قدموں کے نشان تک بھی نہیں"۔[1]

مختصر یہ کہ رُوح پُر اِسرار ہے کیوں کہ وہ نادِیدہ ہے اور اِسی سبب سے اُس کا نئی پیدایش کا کام بھی پُر اِسرار ہے۔ کوئی نہیں دیکھ سکتا کہ خُدا کسی دُوسرے شخص کی رُوح میں کیا کام کر رہا ہے ۔اِسی لئے ہمیں کلام مقدّس میں آگاہ کیا گیا ہے کہ اِنسان ظاہری صُورت کو دیکھتا ہے پر خُدا دِل پر نظر کرتا ہے (۱۔ سموئیل ۱۶: ۷)۔ نئی پیدایش ایک رُوحانی حقیقت ہے جو کسی شخص کے باطن میں رُونما ہوتی ہے اُس کو تبدیل کرتی ہے، لیکن یہ ہوا کی طرح نادِیدہ ہے۔

اگرچہ نئی پیدایش غیر مرئی ہے، لیکن ہمیں اِس بات کو یاد رکھنا چاہیے کہ یسوع مسیح نے فرمایا تھا کہ ہم اِس کے اثرات کو دیکھ سکتے ہیں، جس طرح ہم ہوا کے اَثرات کو دیکھتے، سُنتے اور محسوس کرتے ہیں۔ پس ہم نئی پیدایش کے ظاہری ثبوت کہاں تلاش کریں؟ ہم اِسے تبدیل شُدہ زندگی کے پھلوں میں دیکھتے ہیں۔

جب ہم اپنی مسیحی زندگیوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم سب جدوجہد کرتے ہیں۔ ہم اپنی زندگیوں میں اچھی تبدیلیاں دیکھتے ہیں، لیکن ساتھ ہی وہ باتیں بھی دیکھتے ہیں جنہیں ہم دیکھنا نہیں چاہتے، وہ باتیں جنہیں ہم نہیں چاہتے کہ کوئی اَور بھی دیکھے۔ اِس لئے جب ہم اپنی رُوحانی حالت کا جائزہ لیں تو ہمیں یہ سوال نہیں کرنا چاہیے کہ ہم نے نئی پیدایش کب حاصل کی یا یہ سب کچھ

---

[1] [1] Abraham Kuyper, *The Work of the Holy Spirit* (London: Funk & Wagnalls, 1900), 6.

کیسے رُونما ہوا، بلکہ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ ہمارے باطن میں کوئی تبدیلی کا ثبوت ہے یا نہیں، یعنی خُدا کی باتوں کے بارے میں ہمارے رویے میں کوئی تبدیلی آئی ہے یا نہیں۔

وہ لوگ جنہوں نے نئی پیدایش کا تجربہ حاصل نہیں کیا وہ زیادہ سے زیادہ خُدا کی باتوں کے بارے میں بے پرواہ ہوتے ہیں۔ اور اکثر وہ کھلم کھلا اُس کے مخالف ہوتے ہیں۔ بعض لوگ بظاہر خُدا کو ڈھونڈتے ہوئے نظر آتے ہیں، مگر رومیوں ۳: ۱۱ ہمیں بتاتی ہے کہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ جس شخص نے نئی پیدایش کا تجربہ نہیں کیا وہ کبھی خُدا کو نہیں ڈھونڈتا، وہ خُدا سے بھاگا ہوا ہے۔ مسیح یسوع کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے (لوقا ۱۹: ۱۰)۔ وہ ڈھونڈنے والا ہے اور ہم وہ ہیں جو اُس سے بھاگ رہے ہیں۔ جو لوگ نئی پیدایش کا تجربہ نہیں رکھتے وہ خوشی، دِلی سکون، گناہ کے بوجھ سے خلاصی، ایک بامقصد زِندگی اور ایسی بہت ساری چیزوں کی تلاش میں رہتے ہیں جن کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ صرف خُدا ہی اُنہیں دے سکتا ہے۔ مگر وہ خُدا کو نہیں ڈھونڈتے۔ وہ صرف خُدا کی برکتوں کو ڈھونڈتے ہیں۔ فطری اِنسان کا گناہ دراصل یہی ہے کہ وہ خُدا کو چھوڑ کر صرف خُدا کی برکتیں حاصل کرنا چاہتا ہے۔

لیکن جب رُوح القدس نئی پیدایش کا اپنا پُراِسرار کام کرتا ہے تو اِنسان میں سب سے پہلی تبدیلی اُس کی رُوح کے مزاج میں آتی ہے۔ اب وہ خُدا کی باتوں کی پرواہ کرنے لگتا ہے اور خُدا کو ڈھونڈنے کی خواہش رکھتا ہے۔ اب اُس کے دِل میں خُدا کے لئے ایک ایسی محبت پیدا ہو جاتی ہے جو پہلے نہیں تھی۔ یہ کامل تو نہیں ہوتی لیکن حقیقی ہوتی ہے۔ اِس کی اِبتدا اور اِس کی قوت اب بھی ایک بھید ہی رہتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اب اُس شخص کا دِل خدا کے لئے دھڑکنے لگتا ہے،

حالانکہ پہلے ایسا کبھی نہیں تھا۔ یہی اِس بات کا ناقابل اِنکار اثر ہے کہ رُوح(Pneuma) نادِیدنی طور پر اِنسان کی رُوح میں کام کرتا ہے۔

تیسرا باب

نئی پیدایش آغاز ہے

نئی پیدایش نجات کے مکمل تجربے میں، جس سے خُدا ہمیں گزارتا ہے پہلا قدم ہے ۔جب لوگ کہتے ہیں کہ وہ نئے سرے سے پیدا ہوئے ہیں تو وہ خیال کرتے ہیں کہ اُن کی نئی پیدایش اور نئی زندگی ایک ہی چیز ہے۔ بالآخر، نیا عہد نامہ بیان کرتا ہے کہ جو شخص یسوع مسیح میں ہے وہ ایک نیا مخلوق ہے: ”اِس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے۔ پُرانی چیزیں جاتی رہیں ،دیکھو وہ نئی ہو گئیں“(۲کرنتھیوں ۵:۱۷)۔ یہ حقیقت کہ کوئی شخص نیا مخلوق ہے اور نئی شخصیت رکھتا ہے، اِس کا مطلب ہے کہ اُس کے پاس نئی زِندگی ہے، لیکن اُس کی نئی زِندگی اُس کی نئی پیدایش نہیں ہے۔ بلکہ اُس کی نئی زندگی اُس کی نئی پیدایش کا نتیجہ ہے۔ جس طرح اُس کی زندگی کا ہر دِن اُس کی جسمانی پیدایش سے پیدا ہوتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کی سالگرہ، ہر سال ہوتی ہے، لیکن اِس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ہر سال دوبارہ پیدا ہوتے ہیں۔ پیدایش صرف ایک مرتبہ ہی ہوتی ہے اور یہ دُنیا میں ایک شخص کے وجود کے آغاز کی نشان دِہی کرتا ہے۔ پس، ہم آغاز اور اُس آغاز سے جاری ہونے والی زندگی کے درمیان فرق کرتے ہیں، چاہے وہ فطری (جسمانی) پیدایش ہو یا ماورائی (رُوحانی) پیدایش، جو کہ ہم نئی پیدایش کے ذریعے بیان کر رہے ہیں۔

جب مَیں مسیحی بنا تو مجھے لگا کہ میں ۲۔ کرنتھیوں ۵:۷ کے ساتھ گہری مطابقت محسوس کرتا ہوں۔ مَیں اُن لوگوں میں سے تھا جن کی تبدیلی بہت اچانک اور نہایت ڈرامائی انداز میں واقع ہوئی۔ اپنے مسیحی تجربے کے پہلے دو مہینوں کے دوران، مَیں اپنی رُوحانی زندگی کے بارے

میں جذباتی اُتار چڑھاؤ کی کیفیت سے گزر رہا تھا۔ مَیں رُوحانی مُسرت کی بلندیوں سے رُوحانی مایوسی کی گہرائیوں تک پہنچ جاتا تھا۔ یہ بالکل اُس تجربے کی مانند تھا جو مجھے گالف کے کھیل میں ہوتا تھا ۔ مَیں نہیں جانتا کہ مَیں نے اپنی بیوی سے کتنے ہزار بار کہا کہ: ”مَیں نے اُسے پالیا ہے۔ مَیں نے اُسے حاصل کرلیا ہے۔ اب مَیں کبھی گالف کی کوئی خراب ضرب نہیں لگاؤں گا۔ اب مَیں کبھی گالف کا بُرا راؤنڈ نہیں کھیلوں گا“۔ یہ کیفیت کوئی دو دن تک رہتی ہے، پھر مَیں دوبارہ ہر طرف تلاش کرنے لگتا ہوں، کیوں کہ گالف میں کامیابی جتنی جلدی آتی ہے اُتنی ہی جلدی چلی بھی جاتی ہے۔ یہی کیفیت میری مسیحی زندگی کے پہلے دو مہینوں میں بھی رہی۔ مَیں رُوحانی بلندیوں سے گزر کر خُدا کی غیر موجودگی کے گہرے احساس میں پہنچ جاتا، جب مَیں دوبارہ پرانے گناہوں کے راستوں پر چل پڑتا۔

یہ کیفیت اُس وقت تک برقرار رہی جب تک مَیں نے خُدا کے ایک خادِم سے مدد طلب نہیں کی، جس نے مجھے یہ عقل مندانہ نصیحت کی: ”یاد رکھو! تمہاری نئی پیدایش صرف آغاز ہے ۔ نیا عہد نامہ بیان کرتا ہے، اگرچہ تم دُوسرے ہر لحاظ (جیسا کہ بالغ سوچ، مہارت اور رسمی تعلیم) سے بالغ ہو، مگر اگر آپ کا مسیحی تجربہ آپ کے لئے نیا ہے تو رُوحانی اِعتبار سے آپ ابھی بچے ہو۔ تم اپنی شیر خوارگی کی حالت میں ہو“۔

ایک شیر خوار بچے کے جذباتی انداز پر غور کریں۔ کیا آپ نے کبھی اِس بات کا جائزہ لیا ہے کہ وہ کس قدر تبدیل ہوتے رہتے ہیں؟ ہو سکتا ہے کہ ایک بچہ زور سے رو رہا ہو، لیکن اگر آپ اُس کو بہلانے کے لئے گوو، گوو، گوو، (Goo, goo, goo) کہیں اور اُس کی توجہ کسی اَور چیز کی طرف مبذول کروائیں، تو اچانک وہ ہنسنے لگتا ہے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ دس سیکنڈ کے بعد وہ

دوبارہ رونا شروع کر دے۔ ایک بچے کے جذبات ایسے ہی رہتے ہیں جب تک کہ وہ اُس مقام تک نہ پہنچ جائے جہاں خوشی اور غم کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ اِسی طرح سے رُوحانی ترقی میں بھی ہم عموماً نشوونما پاتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ہمارے رُوحانی اُتار چڑھاؤ کی شِدّت کم ہو جاتی ہے ۔ جیسے جیسے ہم بالغ رُوحانی حالت تک پہنچتے ہیں تو ہم اپنی رُوحانی زندگی میں ایک زیادہ مستقل رُوحانی مزاج میں مستحکم ہوتے جاتے ہیں۔

لیکن نئی پیدایش اِس عمل کا صرف آغاز ہے، جو اُس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک ہم آسمانی جلال میں داخل نہ ہو جائیں۔ یہ جدوجہد نئی پیدایش کے دِن سے لے کر اُس دِن تک جاری رہتی ہے جب تک کہ ہم مسیح یسوع میں کامل پختگی کو نہ پہنچ جائیں۔

مجھے تکلیف ہوتی ہے جب مَیں نیّت اِرادہ رکھنے والے خُدا کے خادموں کو سُنتا ہوں جو لوگوں کو مسیحی اِیمان کے عظیم خزانوں کے بارے میں قائل کرنے کی کوشش میں کہتے ہیں "مسیح یسوع کے پاس آؤ اور تمہارے تمام مسائل ختم ہو جائیں گے"۔ یہ بالکل دُرُست نہیں ہے۔ میری زندگی تب تک مشکل نہیں ہوئی تھی جب تک کہ مَیں نے مسیح کو قبول نہیں کیا تھا، کیوں کہ تب ہی مجھے ہر دِن اُس جنگ کا سامنا کرنا پڑا، جو جسم کی خواہشات اور رُوح کی خواہشات کے درمیان ہوتی ہے۔

یہ کشمکش جاری رہتی ہے کیوں کہ نئی پیدایش کا تجربہ کرنے والے شخص کے دِل میں موجود بُرائی کی صلاحیت تقریباً لامحدُود ہوتی ہے۔ جب ہم مسیحی راہ نُماؤں کو سنگین گُناہ میں مُبتلا دیکھیں تو ہمیں زیادہ چونکنا نہیں چاہیے۔ ہمیں نئی زندگی کو حاصل کرنے کی قوت عطا کی گئی ہے، لیکن یہ خود بخود ہماری نئی پیدایش سے پہلے کے رُجحانات کو مُٹا نہیں دیتی (گلتیوں ۵: ۱۶۔ ۲۶)؛

رومیوں ۶:۷) نئی پیدایش صرف آغاز ہے۔ لیکن یہ صرف آغاز ہی نہیں بلکہ یہ اصل آغاز ہے ۔یہ سب سے اہم آغاز ہے جو آپ کی زندگی میں کبھی رُونما ہوا ہو۔

ایک وقت تھا جب ہم رُوحانی طور پر مُردہ تھے

مَیں آپ کی توجہ مسیحی زندگی کے آغاز سے متعلق چند نہایت اہم پہلوؤں کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ہمیں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ہم نئی پیدایش کے وسیلے سے کس حالت سے نکالے گئے ہیں۔اِفسیوں کی کلیسیا کے نام اپنے خط کے دُوسرے باب کے آغاز میں پولس رسول لکھتا ہے:"اور اُس نے تمھیں بھی زندہ کیا جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مُردہ تھے۔ جن میں تم پیشتر دُنیا کی رِوش پر چلتے تھے (آیت ۱۔۲)۔

ہم سب کے اپنے اپنے معیار ہوتے ہیں۔ ہم سب کا دُنیا کے بارے میں بھی، اور اپنے بارے میں بھی ایک نقطہ نظر ہوتا ہے۔ ہم سب کی اپنی ترجیحات ہوتی ہیں۔ہم کسی نہ کسی معیار کے مطابق زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ اپنی زندگی کیسے گزارتے ہیں؟ آپ کا معیار کیا ہے؟ آپ کو یہ معیار کہاں سے ملا؟ اور اِس سے بھی بڑھ کر یہ کہ یہ آپ کا معیار کیوں ہے؟

رسُول یہاں پر فرماتا ہے:"نئی پیدایش سے پہلے تم مُردہ تھے"۔ ظاہر ہے کہ وہ جسمانی موت کی بات نہیں کر رہا۔ یہ پیغام، یہ خط کسی مُردہ خانے کو نہیں بھیجا جا رہا۔ بلکہ یہ اُن لوگوں کو بھیجا جا رہا ہے جو جسمانی طور پر زندہ ہیں۔پولس رسول یہ بیان کر رہا ہے کہ اِفسس کے لوگ اور ہم بھی ماضی میں رُوحانی طور پر مُردہ تھے۔ہم رُوحانی مُردے تھے، چلتے پھرتے مُردے۔ہم جسمانی طور پر زندہ تھے لیکن رُوحانی طور پر مُردہ تھے۔

ہم کیسے چلتے تھے؟ پولس رسول کہتا ہے کہ ہم ''دُنیا کی روِش پر چلتے تھے''۔ اگر آپ پانچ سو دوسرے مقابلہ کرنے والوں کے ساتھ میراتھن دوڑ میں دوڑ رہے ہوں اور آپ فیصلہ کریں کہ آپ متعین کیا گیا راستہ چھوڑ کر اپنی ہی راہ پر دوڑیں، تو آپ اِنعام حاصل نہیں کریں گے، چاہیں کتنی ہی تیز کیوں نہ دوڑیں، کیوں کہ آپ حدُود کے اندر نہیں رہے، اور دوڑ کے لئے مقرر کردہ راستے پر نہیں دوڑے۔ دوڑنے والوں کے لئے ایک مقرر راستہ ہوتا ہے جس پر اُنہیں چلنا چاہیے۔ پولس رسول یہ بیان کر رہا ہے کہ نئی پیدایش پانے سے پہلے تم اپنی زندگی اُس روِش کے مطابق گزار رہے تھے جو اِس دُنیا نے تمہارے لئے مقرر کر رکھی تھی۔

ہم اِنسان عموماً اپنے ساتھیوں کی مقرر کردہ اَقدار کے نظام کی پیروی کرنے میں غلامانہ روِیہ اِختیار کر لیتے ہیں، خاص طور پر اپنی نوجوانی کے زمانے میں۔ وہ مسلسل یہ بات کرتے ہیں کہ ''ہر کوئی یہی کر رہا ہے''۔ وہ رات کو اِس فکر میں اپنی نیند تک کھو دیتے ہیں کہ آیا وہ نئے رواج اور فیشن کے مطابق چل رہے ہیں یا نہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ نوجوانی کے اِختتام پر ہم اِس مرحلے سے گزر جاتے ہیں، ہے نا؟ مگر آپ خوب جانتے ہیں کہ حقیقت اِس سے مختلف ہے۔ ہم عام طور پر اِس دُنیا کے مقرر کردہ راستے کی حد بندی کرنے والے نشانوں کے بارے میں ہوشیار رہتے ہیں۔ پولس رسول بیان کرتا ہے کہ اِس دُنیا کی مقرر کردہ راہ کی ایسی غلامانہ پیروی اُس شخص کی علامت ہے جو ابھی نئے سرے سے پیدا نہیں ہوا۔

اور صرف یہ ہی نہیں، پولس رسول بیان کرتا ہے کہ ہم ''ہوا کی عمل داری کے حاکم یعنی اُس رُوح کی پیروی کرتے تھے جو اب نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرتی ہے، اِن میں ہم بھی

سب کے سب پہلے اپنے جسم کی خواہشوں میں زندگی گزارتے تھے اور دُوسروں کی مانند طبعی طور پر غضب کے فرزند تھے"(آیت ۲۔۳)۔

یہ کلامِ مقدّس میں اُن واضح ترین اور تفصیلی بیانات میں سے ایک ہے جو ایسے شخص کی جسے نئی پیدایش کا تجربہ نہیں ہوا، نیم مُردہ، سُست اور ہلاکت خیز رُوحانی حالت کو بیان کرتا ہے۔ جو لوگ نئی پیدایش نہیں پاتے وہ دُشمن کے اثر اور اِختیار کے ماتحت ہوتے ہیں اور جسم کی خواہشات اور بدن اور ذہن کی آرزوؤں کو پورا کرنے کی تلاش میں رہتے ہیں۔ یہ صرف مجرموں یا کھلے عام عیش پرستی کرنے والوں کی زندگی کا بیان نہیں ہے، بلکہ یہی وہ طریقہ ہے جس کے مطابق ہر اِنسان بغیر کسی اِستثنا کے زِندگی گزارتا ہے۔ ساری دُنیا عام طور پر اور فطری طور پر اِسی گناہ آلود راستے کے مطابق زِندگی بسر کرتی ہے۔

لیکن خُدا۔۔۔

یہ ساری وضاحت نئی پیدایش سے پہلے کے روِیے اور حالت پر توجہ دیتی ہے۔ اِفسیوں کے دُوسرے باب میں اگلا لفظ ہمیں نئی پیدایش کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ ایسا لفظ ہے جو مجھے خوشی سے بھر دیتا ہے، کیوں کہ یہ نجات کے پورے پیغام کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ پولس رسُول لکھتا ہے "مگر خُدا نے اپنے رحم کی دولت سے اُس بڑی محبت کے سبب سے جو اُس نے ہم سے کی۔ جب قصوروں کے سبب سے مُردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زِندہ کیا"(آیت ۴۔۵)۔

یہاں پولس رسول نئ پیدایش کے لئے ایک غیر معروف لفظ اِستعمال کرتا ہے: "زِندہ کیا"۔ بائبلی مفہوم میں کسی چیز کو زِندہ کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ اُسے تیز کر دیا جائے، بلکہ اِس کا مطلب ہے اُسے "زِندگی بخشنا"۔

ہم رسولوں کے عقیدے میں اِقرار کرتے ہیں کہ جب یسوع مسیح واپس آئے گا تو وہ "زِندوں اور مُردوں" کی عدالت کرے گا۔ اِس میں یہ نہیں کہا گیا کہ وہ تیز اور سُست کی عدالت کرے گا۔ یہاں فرق اُن لوگوں کے درمیان ہے جو زندہ ہیں اور اُن کے درمیان جو مُردہ ہیں، اور یہی وہ تقابل ہے جو پولس رسول اِفسیوں کے خط میں پیش کر رہا ہے۔ ایک وقت تھا جب ہم رُوحانی طور پر مُردہ تھے، لیکن خُدا نے ہمیں زندہ کیا۔ اُس نے ہمیں زِندگی بخشی۔ اُس نے ہمیں موت کی حالت سے نکالا۔ جس عمل کے وسیلہ سے اُس نے یہ کیا اُسے "نئ پیدایش" کہتے ہیں۔ یہی نئ زِندگی کی اِبتدا ہے۔

مزید بر آں، یہ کہ نئ پیدایش ایک ایسا کام ہے جو خُدا ہی اَنجام دیتا ہے، اور صرف خُدا ہی اَنجام دے سکتا ہے۔ ایک مُردہ شخص اپنے آپ کو مُردوں میں سے زِندہ نہیں کر سکتا۔ کائنات میں موت پر اِختیار رکھنے والی واحد قدرت خُدا کی قدرت ہے۔ صرف خُدا ہی عدم سے وجود اور موت میں سے زندگی پیدا کر سکتا ہے۔ ایک مُردہ شخص کچھ نہیں کر سکتا، سوائے اِس کے مُردہ ہی رہے۔ ہمیں زِندہ کرنا، وہ پہلا قدم ہے جس نے ہمیں بالکل نئ زندگی میں داخل کیا اور ہمیں نئ مخلوق بنا دیا، اور یہ سب قادر مطلق خُدا کے ایک عمل کے ذریعے سے پورا ہوا۔

چند ایسے اَلفاظ بھی ہیں جو ہماری روزمرہ مسیحی اِصطلاحات کا حصہ نہیں ہیں، مگر نئ پیدایش میں خُدا کے کام کو سمجھنے کے لئے نہایت اہم ہیں۔ وہ اَلفاظ ہیں: مونرجزم

(Monergism) اور سنر جزم (Synergism)۔ مَیں اِن اَلفاظ کو آپ کے لئے کھول کر بیان کروں گا تاکہ آپ سمجھ سکیں کہ اِن کا مطلب کیا ہے۔

سابقہ "Mon" کا مطلب ہے "ایک" یعنی کوئی ایسی چیز جو کہ اکیلی ہو۔ "erg" محنت یا کام کی ایک اکائی ہے۔ لفظ "energy" توانائی بھی اِسی اصل سے نکلا ہے۔ اور اگر ہم اِن سب اَلفاظ کو مِلا کر دیکھیں، تو مونرجزم(Monergism) کا لغوی مطلب ہے "ایک ذات / شخص کا کام کرنا"۔ ایک مونرجسٹک(Monergistic) کام وہ ہے جس میں صرف ایک فریق اُس کام کو اَنجام دیتا ہے۔ لاحقہ "Syn" کا مطلب ہے، "ساتھ" یا "اکٹھے" ایک سنرجسٹک(Synergistic) کام وہ ہے جس میں دو یا زیادہ فریق مِل کر کسی کام کو مکمل کرنے کے لئے تعاوُن کرتے ہیں۔ لہٰذا، ایک سنرجسٹک(Synergistic) کام وہ ہے جو باہمی تعاوُن پر مبنی ہو۔

یہ بات علم اِلٰہیات اور نئی پیدایش کے متعلق ہماری گفتگو پر کیسے لاگو ہوتی ہے؟ رُوحانی نئی پیدایش ایک(Monergistic) یعنی یک طرفہ کام ہے، نہ کہ باہمی تعاوُن(Synergistic) کا کام۔ نئی پیدایش صرف خُدا کے وسیلے سے واقع ہوتی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے ذِکر کیا، ایک مُردہ آدمی اپنے جی اُٹھنے کے عمل میں تعاوُن نہیں کر سکتا۔ یسوع مسیح نے لعزر کی قبر پر جا کر یہ نہیں کہا: "اَے لعزر، مَیں چاہتا ہوں کہ تم میری مدد کرو تاکہ ہم تمہاری حالیہ موت کے خوفناک اَثرات پر غالب آئیں"۔ مسیح یسوع نے لعزر سے ایسے بات نہیں کی۔ لعزر تو بے بس اور مایوس تھا کیوں کہ وہ مُردہ تھا۔ کسی شخص کو رُوحانی موت سے رُوحانی زندگی میں لانا صرف خُدا ہی کا کام ہے۔

جب خُدا ہمیں زندہ کر دیتا ہے تو پھر ہمیں بھی اُس میں شامل ہونا چاہیے۔ ہمیں اِیمان لانا ، توبہ کرنا اور خُدا کی باتوں کی تلاش میں رہنا چاہیے۔ لیکن خُدا کی طرف سے زندہ کیے جانے سے پہلے ، ہم یہ کام کرنے کے قابل نہیں ہوتے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ خُدا اِس کام میں خود پہل کرے اور ہمارے دِلوں کی حالت کو بدلے ، ہماری جانوں کو زندہ کرے ، تاکہ ہم مسیح کو قبول کرتے ہوئے اور توبہ کے ساتھ اُس کی طرف رجوع لاتے ہوئے اُس کو جواب دیں سکیں۔

اصل نکتہ یہ ہے کہ پہل خود خُدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ نجات خُدا کی طرف سے ہے ۔ اگر آپ حال ہی میں مسیحی ہوئے ہیں اور آپ یہ سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ آپ کے ساتھ کیا واقعہ رُونما ہوا ہے ، تو میرے خیال میں یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ اپنی مسیحی زندگی کے اِبتدائی مرحلے ہی میں اِس حقیقت کو سمجھ لیں ، تاکہ خُدا کے فضل کی دُرُست قدر و قیمت آپ کے اُس کے ساتھ چلنے کے آغاز ہی سے آپ کے دِل میں قائم ہو جائے۔

خُدا نئی پیدایش کی تکمیل کرتا ہے

کچھ عرصہ پہلے ، مجھے میسے سِپی کے شہر جیکسن (Mississippi، Jackson) میں مردوں کے ایک اِجتماع سے خطاب کرنے کے لئے بُلایا گیا تھا۔ جب میرے اُس دَورے کا دِن قریب آیا تو منتظمین نے مجھے آگاہ کیا کہ وہ مجھ سے میری معمول کی تعلیمی تقریر نہیں بلکہ ایک خوش خبری کا پیغام سُننا چاہتے ہیں۔ اِس پیغام کے بعد لوگوں کو عہد و وابستگی کی دعوت دی گئی۔ اگر کبھی کوئی مقرر ایسا تھا جو اِنتہائی شدید خوف ، اور پاگل پن کی حد تک دہشت سے بھرا ہوا ہو ، تو وہ مَیں تھا ، جب یہ پیغام مجھ تک پہنچا۔ مَیں اُن لوگوں کی بہت عزت کرتا ہوں جنہیں خُدا بطور مبشر اِستعمال کرتا ہے ، لیکن میں ایک مُعلم ہوں ، نہ کہ مبشر۔

مَیں نے اُنہیں فون کیا اور کہا کہ اُنہوں نے غلط آدمی کو منتخب کیا ہے۔ مَیں نے اُن سے کہا کہ خُدا میری تعلیم کو برکت دیتا ہے، لیکن جب بھی میں بشارتی انداز میں مُنادی کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو کوئی خاص جواب نہیں ملتا۔ یہ کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے خُدا مُجھے آہستہ سے کہتا ہو "دیکھو، یہ تمہاری نعمت نہیں ہے"۔ لیکن وہ اِنکار کو جواب کے طور پر قبول کرنے کو تیار نہیں تھے۔

پس مَیں نے اِس اِجتماع میں مُنادی کی اور لوگوں کو عہد و وابستگی کی دعوت دی۔ اِس پر ہزاروں کی تعداد میں تو کوئی ردِّ عمل نہ آیا لیکن میری حیرت کے لئے چند آدمیوں نے پہلی مرتبہ اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔ بعد میں مَیں اُن لوگوں کے ساتھ بیٹھا جنہوں نے اُس اِجتماع کا اِنتظام کیا تھا اور مَیں نے اُن سے کہا: "کیا تم نے محسوس کیا کہ یہاں کیا ہوا؟" جب ہم اِنسانی اِجتماع کے ساتھ مشغول تھے اور مَیں کلام مقدّس میں سے پڑھ رہا تھا اور بیان کر رہا تھا، تب کائنات کا خالق اِس کمرے میں آیا اور پوشیدہ طور پر، نادِیدنی طور پر، پُراِسرار اور مافوق الفطرت طریقے سے وہاں موجود اِنسانوں کی جانوں کو بدل دیا۔ مَیں نے اُن سے کہا: "یہی ہوا ہے۔ اور یہ خُدا نے کیا ہے"۔

اُس رات جن لوگوں نے اُس خوش خبری کا جواب دیا، اگر واقعی اُن کے پاس وہ اِیمان موجود تھا جس کا اُنہوں نے اِقرار کیا، تو اُن کی رُوحوں کی گہرائی میں تبدیلی واقع ہوئی۔ اُن کا رُخ دُنیا کی رِوِش سے ہٹا کر ایک اور نئی راہ کی طرف موڑ دیا گیا، یعنی مسیحی زندگی کی راہ کی طرف۔ اُن لوگوں کے لئے جو اُس رات رُوح القدس کے وسیلے سے رُوحانی طور پر نئے سرے سے پیدا ہوئے

،وہ اِجتماع ایک نئی اِبتدا تھی۔ پس جو کوئی بھی نئی پیدایش کا تجربہ حاصل کرتا ہے اُس کے لئے یہی
مسیحی زندگی کی اِبتدا ہے۔

چوتھا باب

نئی پیدایش، خُدا کا خود مختار کام ہے

یہاں ایک اِلٰہیاتی اُصول پیش کیا جاتا ہے جو شاید آپ کو عجیب محسوس ہو: "نئی پیدایش ایمان لانے سے پہلے وقوع پزیر ہوتی ہے"۔ ہم دیکھ چُکے ہیں کہ نئی پیدایش یا رُوحانی طور پر نئے سِرے سے پیدا ہونا، مسیحی زِندگی کی اِبتدا ہے۔ اگر نئی پیدایش پہلا قدم ہے تو ظاہر ہے یہ دُوسرے قدم سے پہلے ہی واقع ہو گی۔

رُوحانی طور پر مُردہ لوگوں میں اچانک سے اِیمان پیدا نہیں ہوتا کہ جس کے نتیجہ میں خُدا اُنہیں نئے سِرے سے پیدا کرے، بلکہ اِیمان اُس نئی پیدایش کا پھل ہے جو خُدا ہمارے دِلوں میں پیدا کرتا ہے: "جب قصوروں کے سبب سے مُردہ ہی تھے تو ہم کو مسیح کے ساتھ زندہ کیا" (اِفسیوں ۲: ۴)۔ پہلے ہم نئے سِرے سے پیدا ہوتے ہیں، پھر اِیمان لاتے ہیں، پھر راست باز ٹھہرائے جاتے ہیں اور پھر ہم ساری زندگی جاری رہنے والے تقدیس کے عمل میں داخل ہو جاتے ہیں (رومیوں ۸: ۳۰)۔ یہ تمام مراحل مِل کر مسیحی زِندگی کے مکمل اور جامع نظام کو تشکیل دیتے ہیں۔ لیکن نقطہ اِبتدا، یعنی اِس سلسلے کا پہلا عمل، صرف خُدا کی طرف سے ہوتا ہے، جیسا کہ ہم نے پچھلے باب میں دیکھا کہ یہ ایک یک طرفہ کام (مونرجسٹک) ہے۔

مختصر یہ کہ نئی پیدایش، خُدا کا خود مختار کام ہے۔ دُوسرے لفظوں میں، خُدا اپنے وقت اور اپنے طریقے کے مطابق اپنی قدرت اور اِختیار تم پر اِستعمال کرتا ہے تاکہ تمہارے دِل کی نئی پیدایش واقع ہو۔ مَیں اِس بات پر زور دیتا ہوں، کیوں کہ بہت سے لوگ نئی پیدایش کو محض

اَخلاقی ترغیب کا عمل سمجھتے ہیں، جس میں خُدا ہمیں صرف قائل کرتا ہے یا ہماری دِل جوئی کرتا ہے تاکہ ہم بدل جائیں اور اُس کی طرف رُجوع لائیں۔ میں آگسٹین(Augustine) اور مسیحی اِیمان کے دیگر عظیم مفکرین کی تعلیم کے مطابق یہ عرض کر رہا ہوں کہ نئی پیدایش محض یہ نہیں کہ خُدا ہم سے الگ کھڑا ہو کر ہمیں اپنی طرف آنے کے لئے قائل کرنے کی کوشش کرے، بلکہ یہ ہے کہ خُدا خود ہمارے اندر آکر کام کرتا ہے۔ وہ رُوحوں میں داخل ہوتا ہے، کیوں کہ اِس سے پہلے کہ ہم مسیح کے پاس آئیں، ہمارے دِل میں ایک حقیقی اور بنیادی تبدیلی کا واقع ہونا ضروری ہے۔ خُدا کی چیزوں کی خواہش کرنے کے لئے، ہمارا زندہ کیا جانا ضروری ہے اور زندہ کیے جانے کے لئے خُدا کا خود مختار کام ضروری ہے۔

عبرانیوں کا عبرانی

اَعمال ۹ باب میں ہمیں تبدیلی کے متعلق کلیسیا کی تارِیخ کا سب سے مشہور واقعہ ملتا ہے۔ یہ ساؤل کی تبدیلی ہے، وہ شخص جو بعد میں پولس رسول بنا۔ نیا عہد نامہ سکھاتا ہے کہ بہت سے حکیم اور عظیم لوگوں کو خدا کی طرف سے مسیحی کلیسیا کی بنیاد کا حصہ بننے کے لئے نہیں بُلایا گیا(۱۔کرنتھیوں ۱:۲۶۔۲۷) بلکہ اِبتدائی کلیسیا بنیادی طور پر مظلوموں، غریبوں، ستائے ہوئے لوگوں، اور محدُود وسائل رکھنے والوں پر مشتمل تھی۔ یہ خُدا کے منصوبے کا حصہ تھا کہ بنیادی طور پر وہ اپنی کلیسیا کے قیام کے لئے مال دار، بااِختیار اور مشہور لوگوں کو منتخب نہ کرے۔ لیکن کلامِ مقدّس یہ نہیں فرماتا کہ ”کوئی نہیں“ بلکہ فرماتا ہے کہ ”بہت کم“ لوگ قیادت کے عہدوں یا اعلیٰ درجے کے مرتبے سے منتخب کیے گئے تھے۔ اِس طرح کا پس منظر رکھنے والوں میں سے ایک شخص جو منتخب کیا گیا وہ ترسیس کا رہنے والا ساؤل تھا۔

ساؤل کا تعلق تاجروں کے خاندان سے تھا اور وہ غیر معمولی طور پر اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص تھا۔ کچھ ماہرین کا کہنا ہے کہ دمشق کے راستے پر اگر ساؤل کی ملاقات مسیح یسوع سے نہ ہوتی اور اگر وہ مکمل طور پر تبدیل نہ ہوتا، اور اگر خُدا اُسے اُسی حال میں جس میں وہ تھا اکیلا چھوڑ دیتا، تو جدید دُنیا شاید آج کے دَور میں بھی اُسے جانتی ہوتی، کیوں کہ وہ پہلی صدی کے سب سے تعلیم یافتہ یہودِیوں میں سے ایک تھا۔ وہ گملی ایل کے نمایاں شاگردوں میں سے ایک تھا، جو یروشلیم کا ممتاز ربّی تھا۔ اِکیس سال کی عمر میں ہی وہ دو پی۔ ایچ۔ ڈی (PhDs) کے برابر تعلیم حاصل کر چکا تھا ۔ ایک نوجوان کے طور پر، وہ اِسرائیل میں سیاسی، اِلہامی اور کلیسیائی اِختیار تک رسائی بہت تیزی سے حاصل کر چکا تھا۔

ساؤل نہ صرف تعلیم یافتہ اور کامیاب تھا، بلکہ وہ اِنتہائی جوشیلا بھی تھا۔ وہ نہایت ہی سرگرم تھا۔ اُس نے اپنے متعلق بیان کیا کہ وہ "اپنے بزرگوں کی روایت میں نہایت سرگرم تھا (گلتیوں ۱:۱۴) اور بطور "عبرانیوں کا عبرانی" (فلپیوں ۳:۵) ہم بالکل یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ اِس سے اُس کی کیا مُراد تھی، لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ وہ خود کو یہودی زبان میں ایک اعلیٰ ترین وصف کے ساتھ بیان کر رہا تھا، اور اُس کا یہ بیان "بادشاہوں کا بادشاہ" یا "خُداوندوں کا خُدا" جیسی اِصطلاحات کے مشابہ تھا۔ دُوسرے لفظوں میں یہ کہ ساؤل اپنی مثال آپ تھا۔ وہ اعلیٰ ترین ممکنہ درجے تک پہنچ چکا تھا۔

ساؤل فریسی بھی تھا (فلپیوں ۳:۵)، وہ یہودی رہ نُماؤں کی قدامت پسند جماعت کا رُکن تھا، جو موسیٰ کے قانون کی سخت پیروی کے پابند تھے۔ اِبتدائی کلیسیا کے دَور کی ایک روایت کے مطابق، فریسیوں میں ایک اندرونی گروہ موجود تھا جو یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ اگر اُن میں سے کوئی

ایک بھی شخص تمام مختلف قوانین کو صرف ایک دن کے لئے مکمل طور پر پورا کرے جس کے لئے وہ وقف تھے ، تو نیکی کا یہ عمل خُدا کو مائل کرے گا کہ وہ مسیح کو اِس دنیا میں بھیجے ۔ چناں چہ فریسیوں میں چند سرگرم اَفراد تھے جو ہر قِسم کی نفس کی پابندی اور رِیاضت کرتے تھے ۔ وہ اپنی تعلیمات میں متّقی اور دِیانت دار تھے اور شریعت کو ہر وقت مکمل طور پر پورا کرنے کی کوشش میں ہر چھوٹی سے چھوٹی تفصیل کا خاص خیال رکھتے تھے ۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ ساؤل خود بھی اُنہی جوشیلے فریسیوں میں سے ایک تھا۔

ہم پہلی دفعہ ساؤل سے تب ملتے ہیں جب وہ اُن لوگوں کے کپڑوں کو تھامے ہوئے تھا جو ستفنس کو پتھر مار رہے تھے (اَعمال ۷: ۵۸)۔ اَعمال ۸ اور ۹ باب میں ہم دیکھتے ہیں کہ اُس نے اپنے اُس جوش کو اِبتدائی کلیسیائی کے خلاف جارحانہ دُشمنی کی شکل میں تبدیل کر دیا ہے، جسے وہ باقاعدہ یہودِیت کی سنگین تحریف سمجھتا تھا۔ وہ مسیحی تحریک کو پُرانے عہد نامے کی پیشین گوئی کی تکمیل کے طور پر نہیں دیکھتا بلکہ اُسے ہر اُس چیز کی بنیاد ہلانے والی سمجھتا ہے جو اُس کے لئے عزیز تھی ۔ چناں چہ ساؤل یہودی مذہبی حکام کے ساتھ مِل کر مسیحیوں کے خلاف قانونی مقدّمات چلانے کا کام کرتا ہے۔ وہ یسوع مسیح اور ہر اُس چیز کے خلاف شدید دُشمنی سے بھر گیا تھا جس کی نمائندگی یسوع کرتا ہے۔

مسیح یسوع ساؤل سے ملتا ہے

لیکن ۹ باب جس کا آغاز اِن اَلفاظ کے ساتھ ہوتا ہے، میں ہر چیز تبدیل ہو جاتی ہے: ”اور ساؤل جو ابھی تک خُداوند کے شاگردوں کے دھمکانے اور قتل کرنے کی دُھن میں تھا سردار کاہن کے پاس گیا۔ اور اُس سے دمشق کے عبادت خانوں کے لئے اِس مضمون کے خط مانگے کہ

جن کو وہ اِس طریق پر پائے خواہ مرد خواہ عورت اُن کو باندھ کر یروشلیم میں لائے " (آیت ۱۔۲)۔

ساؤل کی ہر سانس جو وہ باہر نکالتا تھا، اِیمان داروں کی جانوں کے خلاف کسی نہ کسی شیطانی دھمکی سے بھری ہوتی تھی، اور یہ دھمکی صرف یروشلیم میں رہنے والوں تک محدُود نہ تھی۔ اُس نے سردار کاہن سے سرکاری تائیدی خطوط مانگے تاکہ وہ دمشق میں مسیحیوں کی تفتیش کرے، اُن پر مقدّمہ چلائے اور اُن کو ستائے۔ وہ دمشق جانا چاہتا تھا تاکہ اُن یہودیوں کو تلاش کرے جو اِس مسیحی بدعت سے مُتاثر ہو چکے تھے۔ یہ ایسے ہی تھا جیسے کوئی پولیس اَفسر کسی جج کے پاس جا کر عدالتی حکم نامہ حاصل کرے۔ ساؤل چاہتا تھا کہ مسیحیوں، مردوں اور عورتوں دونوں کو ڈھونڈ نکالے اور اُنہیں زنجیروں میں جکڑ کر یروشلیم لے آئے۔

لیکن ساؤل دمشق میں اپنا یہ مقصد / مشن پورا نہ کر سکا: "جب وہ سفر کرتے کرتے دمشق کے نزدیک پہنچا تو ایسا ہوا کہ یکایک آسمان سے ایک نُور اُس کے گِرد اگِرد آ چمکا۔ اور وہ زمین پر گِر پڑا اور یہ آواز سُنی کہ اَے ساؤل، اَے ساؤل تُو مجھے کیوں ستاتا ہے ؟" اور اُس نے کہا ، "اَے خُداوند! تو کون ہے ؟" اور اُس نے فرمایا "مَیں یسوع ہوں جسے تُو ستاتا ہے لیکن اُٹھ شہر میں جا اور جو تجھے کرنا چاہیے وہ تجھ سے کہا جائے گا" (آیات ۳۔۶)۔

اگر کلامِ مقدّس میں اِس بات کا کوئی ثبوت ہے کہ نئی پیدایش خُدا کا خود مختار عمل ہے، تو وہ یہی واقعہ ہے۔ ساؤل اپنی زندگی میں اُس حیرت انگیز مُداخلت کا مستحق نہیں تھا۔ نہ اُس کے کاموں میں اور نہ اُس کی زندگی میں کوئی ایسی خوبی تھی جو خُدا کو اُس پر یہ فضل کرنے پر آمادہ کرتی،

بلکہ حقیقت یہ تھی کہ اُس کی زندگی میں بہت سی خامیاں تھیں۔ پھر بھی مسیح یسوع ساؤل کے پاس آیا، اور ساؤل فوراً ہی خُدا کی قدرت سے موثر طور پر تبدیل ہو گیا۔

بعد میں، جب وہ پولس رسول کے طور پر لکھ رہا تھا، تو اُسے یاد آیا کہ مسیح یسوع نے یہ بھی فرمایا تھا" پینے کی آر پر لات مارنا تیرے لئے مشکل ہے "(اعمال ۲۶:۱۴)۔ یہ ایک عجیب سی تمثیل ہے۔ قدِیم زمانے میں جب بیل، گاڑیاں کھینچنے کے لئے اِستعمال ہوتے تھے تو وہ کبھی کبھی خچر کی طرح ضدی ہو جاتے تھے، اور ہانکنے والا اُنہیں چلانے کے لئے اُن کی پیٹھ پر کوڑا مارتا تھا۔ بعض اوقات، جب بیل چلنا نہیں چاہتے تھے اور کوڑے کی چُبھن سے ناخوش ہوتے تھے تو وہ اپنی پچھلی ٹانگیں اُٹھا کر لات مارتے تھے، اور ممکنہ طور پر بیل گاڑی کو بھی نقصان پہنچاتے۔ اِسی لئے لوگ اپنی بیل گاڑیوں کے آگے آر (نوک دار ڈنڈے) لگانے لگے۔ اُس آر کے اُوپر مضبوط اور تیز نوکیں ہوتی تھیں جو بیل کے کھُر کو زخمی کر دیتی تھیں اور اُسے لات مارنے سے روکتی تھیں۔ لیکن بعض اوقات، کوئی بیل جو بہت ہی ناسمجھ ہوتا، پھر بھی " آر کی نوک " کے اوپر لات مارتا رہتا تھا۔ آر کی نوک پر لات مارنے سے ہونے والا درد بیل کو اَور زیادہ غصہ دِلاتا، اور وہ دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ زور سے لات مارتا۔ جتنا زیادہ وہ لات مارتا، اُتنی ہی زیادہ اُسے تکلیف ہوتی، اور جتنی زیادہ تکلیف ہوتی، اُتنا ہی زیادہ وہ غصے میں آتا، اور جتنا زیادہ غصہ آتا، اُتنا ہی زیادہ وہ لات مارتا۔ یوں بیل آر کے خلاف لڑتے لڑتے خود کو خون سے لت پت کر لیتا۔

مسیح یسوع گویا یہ کہہ رہا تھا، "اَے ساؤل! تو ایک ناسمجھ بیل کی مانند ہے۔ تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟ تم جیت نہیں سکتے۔ تم اُس بیل کی مانند ہو جو آر کی نوکوں پر لات مارتا ہے"۔

چونکہ ساؤل زمین پر گرا ہوا تھا، اُس نے اِس درخشاں نُور کی طرف نظر اُٹھا کر کہا: ”اَے خُداوند !تُو کون ہے ؟ وہ نہیں جانتا تھا کہ کس نے اُسے راستے میں روکا ہے مگر وہ سمجھ گیا کہ یہ خداوند ہی ہو گا، کیوں کہ کوئی اَور دِن کے وقت بیابان کو ایسی جلالی روشنی سے مُنور نہیں کر سکتا تھا ۔کوئی اَور اُسے زمین پر گرا کر اندھا نہیں کر سکتا تھا۔ کوئی اَور نہ تھا جو آسمان سے اُس کی اپنی ہی زبان میں اُس سے کلام کرتا۔ یقیناً، یہ خُدا ہی تھا جو اُس سے کلام کر رہا تھا۔ مسیح یسوع نے جواب دیا :”مَیں یسوع ہوں جسے تُو ستاتا ہے۔ مگر اُٹھ شہر میں جا اور جو تجھے کرنا چاہیے وہ تجھ سے کہا جائے گا“۔

کیا خُدا آپ سے رُوبرو مخاطب ہوا ہے ؟

ہو سکتا ہے آپ نے دمشق کے راستے پر کوئی درخشاں روشنی نہ دیکھی ہو۔ ہو سکتا ہے آپ کو کبھی زمین پر گرایا نہ گیا ہو۔ مجھے یقین ہے کہ آپ نے کبھی آسمان سے واضح طور پر سُنی جانے والی آواز نہیں سُنی۔ ساؤل کے معاملہ میں ، یہ صرف باطنی ، پُراِسرار نئی پیدایش کا ظاہری مظاہرہ تھا۔ لیکن وہی خود مختار طاقت اور اِختیار جو اُس دِن دمشق کے راستے پر ظاہر ہوا تھا، در حقیقت، آپ کی رُوح میں بھی کام کر رہا ہے تاکہ آپ نئی پیدایش پا سکیں۔

نئی پیدایش عطا کرنا، خُدا کی قادرِ مطلق طاقت کا کام ہے، ایسی طاقت کہ کوئی بھی چیز اُس کے خلاف مزاحمت نہیں کر سکتی اور نہ ہی اُس پر غلبہ پا سکتی ہے۔ اگر خُدا کسی شخص کو مُردوں میں سے زندہ کرنے کے لئے سانس پھونک دے، تو وہ شخص واقعی مُردوں میں سے زندہ ہو جاتا ہے ۔جب یہ طاقت بروئے کار آتی ہے تو اِس کا کوئی مقابلہ نہیں ہوتا۔ خُدا خود مختار طور پر ساؤل سے

مخاطب ہوا اور خود مختار طور پر اُس کو تبدیل کر کے نجات دی۔ کیا اُس نے آپ کے لئے بھی ایسا ہی کیا ہے؟

پانچواں باب

نئی پیدائش فوری طور پر رُونما ہوتی ہے

جب مَیں بچہ تھا اور باہر کھیل رہا ہوتا تھا، تو میری ماں مجھے اِس طرح بُلایا کرتی تھی "آر۔ سی، کھانا کھانے کے لئے اندر آجاؤ" وہ یہ بات ایک دو مرتبہ کہتی، لیکن اگر مَیں اُس کے صبر کو آزماتا، تو وہ کہتی "اَے لڑکے فوراً گھر میں آجاؤ" اور یہ کہتے ہوئے وہ ہر لفظ پر زور دیتی۔ جب مَیں یہ سُنتا تو سمجھ جاتا کہ اب مجھے بِلا تاخیر گھر میں جانے کی ضرورت ہے۔

علمِ الٰہی میں ہم کہتے ہیں کہ نئی پیدائش فوری ہوتی ہے۔ ایسا کہنے سے ہم یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ہماری نئی پیدائش ایک دم سے ہوتی ہے، یعنی یہ ایک ہی لمحے میں اَنجام پاتی ہے۔ لیکن اِس معاملے میں، لفظ "فوری" کا مفہوم صرف وقت تک محدُود نہیں رہتا۔ ایسا کہنا کہ نئی پیدائش فوری ہوتی ہے، اِس کا مطلب یہ بھی ہے کہ یہ بغیر کسی وسیلے کے واقع ہوتی ہے، یعنی کسی درمیانی ذرِیعے کے بغیر۔

نئی پیدائش فی الفور ہوتی ہے

مَیں نے پہلے بھی ذِکر کیا تھا کہ میری تبدیلی بھی اچانک سے ہوئی تھی، تاہم، دُوسرے لوگ بتدریج اور طویل عرصہ پر محیط تبدیلی کے تجربات رکھتے ہیں، حتیٰ کہ اُنہیں اُس سال کا بھی عِلم نہیں ہوتا جس میں وہ مسیحی ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں: "مجھے معلوم نہیں کہ یہ کب ہوا۔ یہ ایک تدرِیجی عمل تھا جو کئی برسوں میں وقوع پذیر ہوا"۔ پس مَیں یہ کیسے کہہ سکتا ہوں کہ نئی پیدائش یکدم ہوتی ہے؟ اصل نقطہ، میرے اِس اِصطلاح "اِیمان لانے کا تجربہ" کے اِستعمال میں ہے

۔مَیں اُس بات کی طرف اِشارہ کر رہا ہوں جس سے ہم واقف ہوتے ہیں۔مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مسیحی بننے کی میری یہ آگہی اچانک اور فی الفور تھی۔اِسی دوران میں کوئی دوسرا شخص یہ کہہ سکتا ہے "میری آگہی کا عمل تدریجی تھا"۔لہٰذا، ہم اِس عمل کو پہچان سکتے ہیں جو ہمارے ذاتی شعور، کہ خُدا ہمارے اندر کیا کر رہا ہے، اور خود اِس عمل کے درمیان ہے۔

۱۹۸۰ء کی دہائی میں ایک فلم تھی جس کا نام "Crocodile Dundee" تھا، جس میں آسٹریلیا کے بیابان سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کی مہمات بیان کی گئی ہیں جو نیویارک شہر آتا ہے۔جب وہ نیویارک پہنچا تو وہ ایک رپورٹر سے مِلا جس نے اُس سے دریافت کیا کہ "آپ کی عمر کیا ہے؟"اُس نے کہا "مَیں نہیں جانتا"۔رپورٹر نے حیرت سے کہا "کیا تم نہیں جانتے؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم نہ جانتے ہو؟"۔اُس نے جواب دیا "مَیں نے قبیلے کے سردار سے پوچھا جو مجھے اُس وقت سے جانتا ہے جب مَیں پیدا ہوا تھا۔قبیلے کے سردار نے کہا "موسم گرما میں"۔ لہٰذا Crocodile Dundee کو ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں تھا کہ وہ کب پیدا ہوا تھا۔لیکن کیا اِس کا مطلب یہ تھا کہ اُس کی سالگرہ ہی نہیں ہوتی تھی؟ یقیناً نہیں۔ایک وقت تھا جب وہ پیدا نہیں ہوا تھا، اور ایک وقت آیا جب وہ پیدا ہوا، اور ایک حالت سے دُوسری حالت میں تبدیلی فی الفور یا (تقریباً اُسی طرح) واقع ہوئی۔وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ کب واقع ہوا۔بالکل اِسی طرح سے بہت سے لوگ ہیں جو یہ نہیں جانتے کہ وہ کب نئے سِرے سے پیدا ہوئے۔

لہٰذا، ایک شخص اِس بات سے ناواقف ہو سکتا ہے کہ اُس نے کب اور کیسے نئی پیدائش حاصل کی۔لیکن یہ بات اہم نہیں کہ آپ کب اور کیسے مسیحی بنے۔واحد چیز جو اہم ہے وہ یہ ہے کہ آیا تم واقعی نئے سِرے سے پیدا ہوئے ہو یا نہیں۔یہ ظاہر کرتا ہے کہ نئے سرے سے پیدا ہونا

کوئی درمیانی حالت نہیں رکھتا۔ آپ یا تو رُوحانی طور پر مُردہ ہیں یا پھر آپ خُدا کی چیزوں کے لئے زندہ ہیں۔ یا تو آپ نئے سِرے سے پیدا ہوئے ہیں یا پھر نہیں ہوئے۔ اِس میں کوئی درمیانی حالت نہیں ہے۔ یہ بالکل حمل کی طرح ہے، کوئی بھی عورت تقریباً حاملہ نہیں ہوتی۔ اِسی طرح سے کوئی بھی شخص تقریباً نئے سِرے سے پیدا نہیں ہوتا۔ آپ یا تو ہوتے ہیں یا پھر نہیں ہوتے۔

نئی پیدایش بغیر کسی وسیلے کے واقع ہوتی ہے

لہٰذا نئی پیدایش فوری طور پر واقع ہوتی ہے۔ لیکن جب مَیں یہ کہتا ہوں کہ نئی پیدایش فوری طور پر ہوتی ہے تو اِس سے مُراد صرف یہ نہیں ہوتا ہے، دراصل مَیں یہ کہہ رہا ہوں کہ جب خُدا آپ کو رُوحانی زندگی بخشتا ہے تو وہ اِس کام کے لئے اپنے سِوا کسی اَور وسیلے کو اِستعمال نہیں کرتا۔ جب ایک ڈاکٹر آپ کا علاج کرتا ہے اور آپ کو ایک نسخہ دیتا ہے، تو دواوہ ذرِیعہ ہوتی ہے جسے وہ آپ کی شفا کے لئے اِستعمال کرتا ہے۔ لیکن رُوحانی مُردگی کا علاج، یعنی نئی پیدایش، دوا کی صورت میں نہیں دیا جاتا۔ عظیم معالج فوری طور پر بحال کرتا ہے۔

مرقس کی اِنجیل میں ایک شاندار واقعہ ہے جس میں یسوع نے شفا دی۔ یہ فوری طور پر شفا دینے کی مثال نہیں، بلکہ ایک ایسی مثال ہے جس میں وسائل اِستعمال کیے گئے۔ ہم پڑھتے ہیں :"پھر وہ بیت صیدا میں آئے اور لوگ ایک اندھے کو اُس کے پاس لائے اور اُس کی منت کی کہ اُسے چھوئے" (۸: ۲۲)۔ اس نابینا شخص کے دوست تھے جو اُس کی پرواہ کرتے تھے، اور چونکہ اُنہوں نے یسوع مسیح کے معجزاتی کاموں کے بارے میں سُنا تھا، لہٰذا اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ اپنے دوست کو یسوع مسیح کے پاس لے جائیں۔ وہ اُس نابینا شخص کو مسیح یسوع کی مافوق الفطرت طاقت سے اِستفادہ کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے۔

مسیح یسوع نے ایک عجیب کام کیا: ''وہ اندھے کا ہاتھ پکڑ کر اُسے گاؤں سے باہر لے گیا'' (آیت ۲۳)۔اِس کا تصوُّر کریں۔عام طور پر کوئی شخص یسوع کے پاس آتا اور کہتا'' یسوع، ابنِ داؤد، مجھ پر رحم کر'' اور جب مسیح یسوع یہ سُنتا تو وہ جواب دیتا: ''تمہارے اِیمان نے تمہیں شفا دی ، سلامتی سے جاؤ''۔ دُوسرے لفظوں میں مسیح یسوع اُس شخص کو اُسی وقت شفا دیتا۔ لیکن اِس معاملے میں، مسیح یسوع اُس شخص کو ہجوم سے دُور لے گیا تاکہ یہ شفا، عوامی تماشا نہ بنے (یعنی لوگوں کے دِکھاوے اور شہرت کے لئے نہ ہو)۔مزید بر آں، مسیح یسوع اُس کا ہاتھ پکڑ کر لے گیا ۔اس سے زیادہ نرمی اور محبت سے بھرا افضل کبھی نہیں دیکھا گیا، جب مُجسم خُدا، ایک نابینا شخص کا ہاتھ پکڑ کر شفا دینے کے لئے ایک الگ جگہ کی طرف لے جاتا ہے۔یسوع مسیح نے اُس شخص کی عظمت اور وقار کی خاطر کس قدر فکر مندی کا مظاہرہ کیا۔مَیں سوچتا ہوں کہ یہ نابینا شخص کتنی دفعہ اپنے دوستوں کے ہاتھ پکڑ کر مختلف جگہوں پر گیا ہو گا۔اُسے راہ نمائی کے لئے دُوسروں پر بھروسا کرنا پڑتا تھا۔سوچیں کہ وہ اِس طرح کے حالات میں خود کو کس قدر بے بس محسوس کرتا تھا۔اور اب اُس کی راہ نُمائی مسیح یسوع کر رہا تھا۔اُسے اپنی زندگی میں مسیح یسوع سے زیادہ قابل اِعتماد راہ نُما شخص کبھی نہیں ملا تھا۔

مرقس مزید بیان کرتا ہے: ''وہ اُسے گاؤں سے باہر لے گیا اور اُس کی آنکھوں میں تھُوک کر اپنے ہاتھ اُس پر رکھے اور اُس سے پوچھا کیا تو کچھ دیکھتا ہے؟'' (آیت ۲۳)۔مَیں نے ابھی یہ بات زور دے کر کہی ہے کہ یسوع نے اُس نابینا شخص کی عزت و وقار کی حفاظت کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔جونہی وہ اُسے دیکھنے والی بھِیڑ سے دُور لے کر گیا، اُس نے اُس شخص کی آنکھوں میں تھوکا۔ہمارے معاشرے میں یہ ایک توہین آمیز عمل سمجھا جاتا جو ذِلّت پہنچانے کے

لئے کیا جائے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یسوع مسیح کا یہ مقصد ہر گز نہیں تھا۔ جب مسیح یسوع نے اُس نابینا شخص کی آنکھوں میں تھوکا اور اُس پر اپنے ہاتھ رکھے تو وہ نابینا شخص سے چھونے کے ذریعے سے بات کر رہا تھا۔

یہ کہانی یوحنا ۹ باب میں واقع کہانی سے مشابہت رکھتی ہے جہاں یسوع مسیح نے ایک نابینا شخص کو شفا دینے کے لئے اپنے لعاب کا اِستعمال کیا۔ تاہم، اُس موقع پر یسوع نے اُس شخص کی آنکھوں میں نہیں تھوکا تھا، بلکہ، یسوع نے لعابِ دہن کے ساتھ مٹی سانی اور پھر اُس کی کچھ مقدار اُس نابینا شخص کی آنکھوں پر لگائی تا کہ اُسے شفا دے سکے۔

اِن واقعات میں کیا ہو رہا تھا؟ کیا مسیح یسوع اُس نابینا شخص کو شفا دینے کے لئے وہ گھریلو علاج جو ناصرت میں اُس کی ماں نے اُسے سکھایا تھا، اِستعمال کر رہا تھا۔ نہیں! اُس مٹی اور تھوک میں کوئی خاص شفا بخش طاقت نہیں تھی۔ مَیں نہیں جانتا کہ مسیح یسوع نے یہ طریقے کیوں اِستعمال کیے، لیکن بے شُمار لوگوں کو مسیح یسوع نے ایسے وسائل اِستعمال کیے بغیر شفا دی ہے، اور مَیں جانتا ہوں کہ اُسے اِن لوگوں کو بینائی دینے کے لئے تھوک یا مٹی اِستعمال کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ بینائی دینے کی طاقت تھوک یا مٹی میں نہیں تھی۔ دُوسرے لفظوں میں، طاقت اُن وسائل میں نہیں تھی، اگرچہ مسیح یسوع نے دونوں واقعات میں ظاہری وسیلے اِستعمال کیے۔ اِس کی تاثیر اُس اِلٰہی قدرت میں تھی جو اُن ظاہری وسائل کے پیچھے موجود تھی۔

جو کچھ ہوا وہ واقعی میں حیرت انگیز تھا۔ مسیح یسوع نے اندھے شخص کی آنکھوں میں تھوکا ، اُس پر اپنے ہاتھ رکھے اور اُس سے پوچھا: "کیا تُو دیکھتا ہے؟" اُس شخص نے اپنی آنکھیں کھولیں

اور کہا" مَیں آدمیوں کو دیکھتا ہوں کیوں کہ وہ مجھے چلتے ہوئے ایسے دِکھائی دیتے ہیں جیسے درخت"(مرقس۸:۲۴)۔

یہ واقعی ایک نمایاں بہتری تھی، مسیح یسوع کے ساتھ اِس ملاقات سے پہلے وہ شخص کسی بھی چیز کو چلتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ یہ شخص مکمل طور پر نابینا تھا۔ اب کم اَز کم وہ حرکت کرتی ہوئی دُھندلی اور غیر واضح شکلیں دیکھ سکتا تھا۔ کیا اُس شخص کو اِس پر ہی قناعت نہیں کرنی چاہیے تھی؟

مَیں نے ایسے آدمیوں کو نہیں دیکھا جو درختوں کی طرح دِکھائی دیتے ہوں، لیکن مَیں نے ایسے درختوں کو دیکھا ہے جو آدمیوں کی طرح دِکھائی دیتے ہیں۔ لیکن جب مَیں بڑا ہو رہا تھا، وائیگل(Wiegel) کے Grocery سٹور (کریانہ کی دُکان) کے پیچھے ایک بڑا شاہ بلوط کا درخت تھا ، اور ہر رات اندھیرے کے بعد، رات کی چاندنی میں، مجھے اُس سٹور کے پیچھے جنگل کے راستے پر سے گزرنا پڑتا تھا تاکہ مَیں اپنے گھر McClellan drive تک پہنچ سکوں۔ ہر رات مَیں اُوپر دیکھتا اور اُس عظیم درخت کا سایہ دیکھتا، جو یوں معلوم ہوتا تھا گویا اُس کے سینکڑوں خوفناک بازُو مجھے پکڑنے کے لئے میری طرف بڑھ رہے ہوں۔ مَیں اُس درخت کے پاس سے دوڑ کر گزرتا تھا، کیوں کہ وہ مجھے ایک آدمی کی مانند دِکھائی دیتا تھا، ایک نہایت ہی بدصُورت اور خوفناک آدمی، جو دھمکی دینے کے انداز میں کھڑا ہو۔ لیکن مَیں نے کبھی ایسا اِنسان نہیں دیکھا جو درخت کی مانند دِکھائی دیتا ہو۔

دُوسری دفعہ چھُونا

پھر اُس کے بعد کیا ہوا؟ ”پھر اُس نے دوبارہ اُس کی آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھّے اور اُس نے غَور سے نظر کی اور اچھّا ہو گیا اور سب چیزیں صاف صاف دیکھنے لگا“ (آیت ۲۵)۔ مسیح یسوع کی طرف سے دوبارہ چھوئے جانے پر، اُس آدمی کی بینائی مکمل طور پر بحال ہو گئی۔

اِس کہانی کا مقصد ہمیں نئی پیدایش کے بارے میں تعلیم دینا نہیں ہے۔ اِس کا مقصد ہمارے لئے ایک تارِیخی واقعہ کو قلم بند کرنا تھا جس میں مسیح کی قدرت ظاہر ہو کہ اُس نے ایک ایسے شخص کو شِفا بخشی جو اندھے پن میں مبتلا تھا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ہم اِس سے کچھ اُصُول اَخذ کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اِس واقعہ سے مسیحی زندگی کے بارے میں ایک دُرُست مطابقت اَخذ کی جا سکتی ہے۔

پہلی بات تو یہ کہ نئی پیدایش کا عمل تدریجی نہیں ہوتا۔ اِنسان کے دِل کو سنگین سے گوشتین بنانے کے لئے، مسیح یسوع کی طرف سے دوبار چھُونے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اِس میں کسی شخص کو موت سے زندگی کی طرف لانے کے لئے خُدا کی اُنگلی کو دوبار چھُونے کی ضرورت نہیں ہوتی، بلکہ ایک بار چھُونا ہی کافی ہوتا ہے۔

لیکن کیا آپ نے غور کیا ہے کہ جب ہم نئے سِرے سے پیدا ہوتے ہیں، جب ہم رُوحانی طور پر بیدار کیے جاتے ہیں تو ہم فوراً ہر گناہ سے مکمل طور پر شفا نہیں پاتے؟ نئی پیدایش ایک آغاز ہے، مگر ہم اب بھی اُس موت کے بدن کو اپنے ساتھ لئے پھرتے ہیں، جو اُس زِندگی کے خلاف لڑتا اور مزاحمت کرتا ہے جو خُدا کے رُوح نے ہمارے اندر پیدا کی ہے۔ رُوحانی طور پر، جب ہم

نئے سِرے سے پیدا ہوتے ہیں، تو اِبتداء میں زیادہ سے زیادہ یہی اُمید کی جاسکتی ہے کہ ہم آدمیوں کو یوں دیکھیں جیسے درخت چلتے پھرتے ہوں۔

ایک زمانہ تھا جب "مَیں نے اِسے پا لیا" کے نعرے والے بمپر اسٹیکر (گاڑی کے پچھلے حصے پر چسپاں کیے جانے والا نعرہ یا پیغام) کا بہت چرچا تھا، جب بھی مَیں اُسے دیکھتا تو مجھے کچھ ناگوار سا محسوس ہوتا۔ مَیں سمجھ گیا کہ اِس نعرے کا مطلب کیا تھا، لوگ یہ کہہ رہے تھے کہ اُنہوں نے وہ بیش قیمت موتی پا لیا ہے جو اِس کائنات کی سب سے قیمتی شَے ہے۔ تاہم، نئے عہد نامے میں جب خُدا اور خُدا کی بادشاہی کو تلاش کرنے کی بات کی جاتی ہے تو یہ مسیحیوں کی طرف اِشارہ کرتا ہے۔ خُدا کو تلاش کرنے کی جستجو کا آغاز نئی پیدایش کے ساتھ ہی شروع ہوتا ہے۔ جب کوئی کان کُن سونے کا ٹکڑا پاتا ہے تو کیا وہ مزید تلاش بند کر دیتا ہے؟ نہیں، بلکہ وہ پہلے سے بھی زیادہ جوش و خروش کے ساتھ تلاش شروع کر دیتا ہے اور اُس جگہ تلاش کرتا ہے جہاں اُسے پہلا ٹکڑا مِلا تھا، کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ جہاں ایک ٹکڑا ہے وہاں اَور بھی ہوں گے۔ اِسی طرح سے جب ہم نئی زِندگی کا تجربہ حاصل کرتے ہیں تو ہم اَور بھی زیادہ نئی زندگی کے خواہاں ہوتے ہیں۔ ہم اُس میں اَور زیادہ بڑھنا چاہتے ہیں۔ ہم کامل بلوغت کی تکمیل تک پہنچنا چاہتے ہیں۔

اَندھے آدمی کے لئے یہ یقیناً حیران کُن بات ہوگی کہ وہ آدمیوں کو درختوں کی مانند چلتے پھرتے دیکھ رہا تھا۔ لیکن مَیں دیکھ سکتا ہوں، اُس شخص کے ہونٹ کانپ رہے تھے اور وہ کہہ رہا ہے "جب تک آپ یہاں ہیں، کیا آپ مجھے ایک اَور مرتبہ چھُو سکتے ہیں، کیوں کہ مَیں سب کچھ واضح طور پر دیکھنا چاہتا ہوں؟"۔ لہٰذا، مسیح یسوع نے اُسے دوبارہ چھُوا اور اُسے سب کچھ واضح طور پر دِکھائی دینے لگا۔ اب وہ اِنسانوں کو اِنسانوں کی طرح چلتے ہوئے اور درختوں کو درختوں کی طرح

ہوا میں لہلہاتے ہوئے دیکھ سکتا تھا۔ اب وہ ایک اِنسان اور ایک درخت میں تمیز کر سکتا تھا، کیوں کہ وہ صاف طور پر دیکھ سکتا تھا۔

فضل میں ترقی کسی وسیلے کے ذریعے سے ہوتی ہے

نیا عہد نامہ اَندھے پن کو اکثر رُوحانی موت کے اِستعارے کے طور پر اِستعمال کرتا ہے ۔مثال کے طور پر، نئی پیدایش کچھ ایسی ہی ہے جیسے اَندھی آنکھوں کو روشنی عطا کرنا۔ تارِیکی ہمیں ڈھانکے ہوئے ہیں، لیکن پھر روشنی ہماری زندگی میں داخل ہوتی ہے اور اچانک سے ہم خُدا کی چیزوں کی خوب صورتی کو دیکھتے اور اُن چیزوں میں خوشی محسوس کرتے ہیں جو دُوسرے لوگ نہیں پہچانتے اور جن کی خُوب صورتی سے وہ ناواقف ہیں۔ کیا تمہارے ایسے دوست ہیں جو سمجھ ہی نہیں پاتے کہ تم اپنے اِیمان کے بارے میں اِتنے پُرجوش کیوں ہو؟ وہ اِسے دیکھ ہی نہیں سکتے۔ وہ اِس کو سمجھ نہیں سکتے۔ وہ اِس حقیقت کا اِدراک نہیں کرپاتے جس کا تم بیان کرتے ہو۔

لیکن ہم بھی اِسے مکمل طور پر نہیں دیکھتے۔ ہمیں اپنی بینائی کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ جب ہم بغیر کسی وسیلے کے، خُدا کی خود مختار قدرت سے، نئے سِرے سے پیدا ہوتے ہیں تو یہ محض اِبتدا ہوتی ہے۔ پھر ہم رُوحانی ترقی کی زندگی کا آغاز کرتے ہیں۔

زیادہ واضح طور پر دیکھنے کے لئے، ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ مَیں یسوع مسیح کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ دوبارہ آ کر میری آنکھ کو چھُوئے، یا پھر زیادہ دُرُست طور پر میرے دِل یا میری جان کو چھُوئے۔ ہاں! وہ اپنے رُوح کے وسیلے سے موجود ہے، لیکن وہ ترقی جس کے ذرِیعے سے ہم بلوغت تک پہنچتے ہیں، وسائل کے ذریعے سے ہوتی ہے جنہیں ہمیں اِستعمال کرنا چاہیے۔ یعنی رُوحانی ترقی فوری نہیں بلکہ وسائل کے ذرِیعے سے ہوتی ہے۔ رُوحانی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ہم اُن

چیزوں سے فائدہ اُٹھائیں جنہیں ہم فضل کے وسائل کہتے ہیں، یعنی بائبل مقدّس کا مطالعہ، دُعا ،رفاقت اور کلیسیا میں شمولیت۔

کیا آپ ترقی کرنا چاہتے ہیں؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی بینائی اَور زیادہ تیز ہو؟ تو پھر ضروری ہے کہ آپ کلام مقدّس کے مطالعہ میں سرگرم اور مُستعد رہیں۔ اِس کتاب کے مواد کا مطالعہ کرنے کے بعد، آپ کی بینائی اور فہم وفراست واضح ہو جائے گی۔ اگر آپ خُداوند میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اُس کے ساتھ کلام کرنا ہو گا اور اُس کے لئے آپ کو دُعا میں وقت گزارنے کی ضرورت ہے۔ اگر آپ تقدِیس کے عمل میں ترقی کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو اُن مسیحیوں کے ساتھ وقت گزارنا ہو گا جو اپنے اِیمان میں آپ سے زیادہ مضبوط ہیں اور اُن کی رفاقت سے اِستفادہ کرنا ہو گا۔ اگر آپ بطور مسیحی، پختگی میں بڑھنا چاہتے ہیں تو آپ کو اپنی کلیسیا میں شامل ہونا ہو گا۔ چرچ کی رُکنیت رکھنا، مسیحی کے لئے کوئی اِختیاری بات نہیں ہے۔ مسیح یسوع نے اپنی کلیسیا قائم کی اور اپنے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اُس کا حصہ بنیں، کیوں کہ کلیسیا میں شرکت (حاضری، رکُنیت، خدمت، عبادت) فضل کا ایک وسیلہ ہے۔ یہی وہ وسیلہ ہے جس کے ذریعے سے آپ کی نئ رُوحانی زندگی پرورِش پاتی ہے تاکہ آپ آگے بڑھیں اور ترقی کریں۔

ہم کام کرتے ہیں کیوں کہ خُدا کام کرتا ہے

مختصر یہ کہ اگر آپ اُس اُلجھن سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں جو ابھی تک آپ کی نئ مسیحی زِندگی کا حصہ ہے تو آپ کو اِس پر محنت کرنا ہو گی۔ ہم نے دیکھا ہے کہ نئ پیدایش (Monergistic) یک طرفہ کام ہے، یعنی صرف خُدا کا کام ہے۔ لیکن مسیحی زِندگی میں ترقی (Synergistic) باہمی عمل ہے، ہم خُدا کے ساتھ مِل کر اُس کی طرف بڑھتے ہیں۔ نیا عہد نامہ

کیا فرماتا ہے؟ "ڈرتے اور کانپتے ہوئے اپنی نجات کا کام کیے جاؤ" (فلپیوں ۲: ۱۲)۔ یہ جاں فشانی کے لئے ایک بُلاہٹ ہے۔

نجات کے اِس مجموعہ کے کئی حصے ہیں۔ اِس کا آغاز نئی پیدایش سے ہوتا ہے (جو کہ فوری طور پر ہونے والا عمل ہے) لیکن اِس کے بعد ایک عمل جاری رہتا ہے جو پورا ہونا ضروری ہے، اور یہ عملی اِظہار اُن تمام کوششوں کو بروئے کار لانے کے ذریعے سے اَنجام پاتا ہے جو ہم اُس کے لئے کر سکتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کر سکتے کہ غفلت میں سوتے رہیں اور کہیں: "خُدا نے اپنی حاکمیتِ اعلیٰ کی قدرت سے مجھے دمشق کے راستے پر میرے گھوڑے سے گرایا ہے۔ اُس نے اِس کام کا آغاز کیا ہے، لہٰذا اب وہی اِسے پورا بھی کرے گا۔ مَیں یہ سب کچھ اُسی پر چھوڑ دوں گا۔" نہیں! ہمیں ڈرتے ہوئے نجات کا کام کرنے کے لئے بُلایا گیا ہے، یہ خوف دھمکی کا نہیں بلکہ محتاط محنت اور سنجیدہ کوشش کا ہے۔

جب ہم کام کرتے ہیں تو ہم جانتے ہیں: "کیوں کہ جو تم میں نیّت اور نیک عمل دونوں کو اپنے نیک اِرادہ کو اَنجام دینے کے لئے پیدا کرتا ہے وُہ خُدا ہے" (فلپیوں ۲: ۱۳)۔ ہمیں ویسے ہی کام کرنا ہے جیسے خُدا کام کرتا ہے۔ اِس طرح، جو کچھ خُدا نے آپ کے اندر شروع کیا ہے وہ اُسے اَنجام تک پہنچایا جائے گا۔ یسوع مسیح، جس نے آپ کا ہاتھ پکڑا اور آپ کو ایک طرف لے گیا اور آپ کی آنکھوں کو چھُوا اور آپ وہ چیزیں دیکھنے کی بینائی دی جو پہلے آپ سے پوشیدہ تھیں، وہ بار بار آپ کو چھُوتا رہے گا تاکہ خُدا کی باتوں کو سمجھنے کی آپ کی صلاحیت اَور زیادہ واضح اور تیز ہوتی جائے۔ لیکن اِس کے لئے آپ کو خُدا کے ساتھ مِل کر کام کرنا پڑے گا۔ آپ کی مسیحی بلوغت اُس

حد تک پہنچے گی جو براہ راست آپ کی آمادگی کے مطابق ہوگی کہ آپ اُس عظیم بُلاہٹ میں محنت اور جاں فشانی کریں۔

چھٹا باب

نئی پیدایش دائمی ہے

جب خُدا ہمیں رُوحانی طور پر نئی پیدایش عطا کرتا ہے تو وہ کسی بھی چیز کو اِس زِندگی کو ختم کرنے کی اِجازت نہیں دیتا، بلکہ جنہیں وہ زِندہ کرتا ہے، اُنہیں وہ محفوظ رکھتا اور قائم رکھتا ہے، تاکہ وہ ایک دِن اُس مقصد تک پہنچ جائیں جس کے لئے اُس نے اُنہیں نئے سِرے سے پیدا کیا ہے۔ اِسی لئے پولس رسول بیان کرتا ہے کہ "جس نے تم میں نیک کام شروع کیا ہے وہ اُسے یسوع مسیح کے دن تک پُورا کر دے گا" (فلپیوں ۱:۶)۔

نئے سِرے سے پیدا ہونے، یا رُوحانی نئی پیدایش کے عقیدے کی ہماری تحقیق میں، ہم اب تک یہ دیکھ چکے ہیں کہ نئی پیدایش ضروری ہے، یہ پُراِسرار ہے، یہ محض ایک اِبتدا ہے، یہ خُدا کی خود مختار مرضی کے تابع ہے اور یہ فوری طور پر واقع ہوتی ہے۔

اِس باب میں، مَیں نئی پیدایش کے ایک ایسے پہلو کا جائزہ لینا چاہتا ہوں جس پر ہم اکثر غور نہیں کرتے اور یہ ایک ایسا پہلو ہے جو بہت سے لوگوں کے لئے اُلجھن کا باعث بنتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ نئی پیدایش اَبدی ہے۔ اگر اِس کا اِنحصار ہم پر ہوتا، تو ہم اِس کو کھو دینے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ لیکن خُدا ایسا ہونے نہیں دے گا۔ وہ ہمیں ہماری مخلصی کی کاملیت تک پہنچائے گا۔

آپ کیوں کہتے ہیں کہ مَیں کون ہوں؟

نئے عہد نامے میں وہ شخص جو شاید نئی پیدایش کی دائمی حیثیت کی بہترین علامت ہے، وہ پطرس رسول ہے۔ لیکن پطرس کو ہمیشہ پطرس نہیں کہا جاتا تھا، اُس کا نام "شمعون بریوناہ" تھا جب تک کہ یسوع مسیح نے اُس کا نام تبدیل نہ کیا۔ کون سا موقع تھا جب اُس کو یہ نیا نام دیا گیا؟

مسیح یسوع کی زمینی خدمت کے دوران، شاگردوں نے مسیح یسوع کے ساتھ اچھا خاصا وقت گُزارا۔ اُنہوں نے اُس کی سرگرمیوں کو دیکھا تھا۔ اُنہوں نے اُسے بیمار کو شِفا دیتے ہوئے دیکھا تھا (لوقا۸: ۴۰-۴۸)۔ اُنہوں نے اُسے طوفان کو پُرسکون کرتے ہوئے دیکھا تھا (لوقا۷: ۲۲۔۲۵)۔ اُنہوں نے اُسے پانی کے اُوپر چلتے ہوئے دیکھا تھا (متی ۱۴: ۲۲۔۳۲)۔ اُنہوں نے اُسے پانی کو مَے بناتے ہوئے دیکھا تھا (یوحنا ۲: ۱۔۱۲)۔ اُنہوں نے اُسے مُردوں کو زندہ کرتے ہوئے دیکھا تھا (لوقا۷: ۱۱۔۱۷)۔ اُنہوں نے اُس کی تعلیمات کو سُنا تھا (متی ۵۔۷)۔ مختصر یہ کہ اُنہیں یہ موقع مِلا کہ وہ یسوع مسیح کو زیادہ قریب سے دیکھ سکیں جبکہ عام عوام کو یہ موقع نصیب نہیں ہوا۔

قیصریہ فلپی میں، ایک خاص موقع پر، یسوع مسیح نے ہجوم سے الگ ہو کر اپنے قریبی دوستوں اور شاگردوں کے ساتھ وقت گزارا (متی ۱۶: ۱۳-۲۰)۔ اُس وقت کے دوران، یسوع مسیح نے اُن سے پوچھا: "لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟" باہر کس بات کا چرچا ہے؟ کیا وہ اب تک سمجھ گئے تھے؟ میری خدمت کے متعلق اب عوامی رائے کیا ہے؟ اُس کے شاگردوں نے ایک ایک کر کے اِس سوال کا جواب دیا: "اُنہوں نے کہا بعض یُوحنّا بپتِسمہ دینے والا کہتے ہیں بعض ایلیّاہؔ بعض یِرمیاہؔ یا نبیوں میں سے کوئی" مسیح یسوع نے کہا: "یہ بڑی دِلچسپ بات ہے۔ لیکن تم بخوبی جانتے ہو

کہ مَیں کون ہوں اور مَیں نے کیا کیا کام کیے ہیں۔ تمہاری رائے کیا ہے؟" اُس نے اُن سے کہا مگر تُم مُجھے کیا کہتے ہو؟" تمہارا کیا خیال ہے؟ شمعون نے اُن بارہ کی نمائندگی کرتے ہوئے گفتگو کی اور اِس سوال کا جواب اِس اِعتراف کے ساتھ دیا: "تو زندہ خُدا کا بیٹا مسیح ہے" (آیت ۱۶)۔ یہ ایک یہودی کے مُنہ سے بہت گہرا اور بے باک بیان تھا۔ پہلی صدی کا یہودی جو مسیح یسوع کو دیکھ رہا تھا اُس نے مسیح کی طرف دیکھ کر کہا کہ "تم مسیحا ہو"۔ انگریزی زبان کا لفظ کرائسٹ (Christ) یونانی زبان کے لفظ "ChristosΧριστός" سے ماخوذ ہے، جو کہ عبرانی زبان کے لفظ "מָשִׁיחַ مشیآخ" کا ترجمہ ہے جس کا مطلب "مسیح" ہے۔ پطرس موثر طور پر کہہ رہا تھا: "تم وہی ہو جس کے لئے ہم یہودی دُعا کرتے رہے، جس کی اُمید رکھتے اور راہ دیکھ رہے ہیں۔ تم وہی ہو جس کا وعدہ اَبرہام سے ، داؤد سے اور یرمیاہ سے کیا گیا تھا۔ توزِندہ خُدا کا بیٹا مسیح ہے"۔

پطرس ایک چٹان

جب مسیح یسوع نے پطرس کا یہ بیان سُنا، تو اُس نے اُسے برکت دی۔ اُس نے اپنے شاگرد کی طرف دیکھا اور کہا: "مُبارک ہے تُو شمعون بریوناہ کیوں کہ یہ بات گوشت اور خون نے نہیں بلکہ میرے باپ نے جو آسمان پر ہے تجھ پر ظاہر کی ہے" (آیت ۱۷)۔ دُوسرے لفظوں میں: "اَے شمعون! تم اپنی اِنسانی عقل کی بدولت اِس نتیجے پر نہیں پہنچے۔ جو کچھ تم دیکھتے ہو وہ دیکھنے کے لئے اور جو کچھ تم سمجھتے ہو وہ سمجھنے کے لئے اِلٰہی مدد درکار ہے۔ خُدا نے یہ بھید تم پر آشکار کیا ہے۔ اُس نے تم پر وہ بات ظاہر کر دی ہے جو دُوسرے لوگ ہر روز نہیں دیکھ پاتے۔ تم مُبارک ہو کہ تم وہ دیکھ سکتے ہو جو دُوسرے نہیں دیکھ سکتے"۔

یہ بات نہایت ضروری ہے کہ ہم کبھی یہ نہ بھولیں کہ ہمیں خُدا کے پاک رُوح کی طرف سے نئ پیدایش عطا کی گئ ہے۔ ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ کام ہمارے لئے کس نے کیا ہے اور ہم کتنے مُبارک ہیں کہ ہمیں خُدا کے ہاتھ کے چھُونے کی بدولت نئ پیدایش عطا کی گئ ہے۔ پطرس کی طرح، ہمیں خُدا کے ہاتھ کا شِفا بخش لمس نصیب ہوا ہے تا کہ ہم وہ چیز دیکھ سکیں جو عام لوگ نہیں دیکھتے۔

پھر یسوع اپنے شاگرد کی طرف مُڑا اور کہا: "اور مَیں بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تُو پطرس ہے اور مَیں اِس پتھر پر اپنی کلیسیا بناؤں گا" (آیت ۱۸)۔ اِس بات پر بہت زیادہ بحث ہوتی رہی ہے کہ یسوع مسیح کے اِس بیان کا کیا مطلب تھا۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یسوع مسیح یہ کہہ رہا تھا کہ وہ اپنی کلیسیا کی بنیاد خود پطرس پر رکھے گا اور اِسی وجہ سے اِس خاص شاگرد کو رومن کیتھولک کلیسیا میں برتری حاصل ہوئی۔ دُوسرے لوگ اِس بیان کو اِس بات کی طرف اِشارہ سمجھتے ہیں کہ یسوع اپنی کلیسیا کو اُس اِیمان کے اِقرار پر قائم کرنے والا تھا، تا کہ جو کوئی اِقرار کرے کہ یسوع ہی مسیح ہے وہ اُس کی کلیسیا میں شامل ہو جائے۔ دُوسرے لفظوں میں، ہر شخص کو اپنا مُنہ کھول کر کہنا چاہیے "تم مسیح ہو"۔ یہ ایسے ہی تھا کہ گویا یسوع یہ کہہ رہا ہو "اَے پطرس، تُو وہ چٹان ہے جس نے سب سے پہلے یہ اِقرار کیا، اور ہم یہاں سے آغاز کریں گے"۔ ہم ابھی سے، یعنی یہاں سے ہی اِس کو قائم کرنے کا آغاز کرتے ہیں۔ اِسی مقام سے مَیں اپنی کلیسیا کو قائم کروں گا"۔

گیہوں کی طرح پھٹکا گیا

بے شک، جیسا کہ ہم بعد میں اَناجیل کے بیانات میں دیکھتے ہیں کہ پطرس ہمیشہ چٹان کی مانند ثابت قدم نہیں رہا۔ یہ تعجب کی بات ہے کہ یسوع مسیح نے یہ نہیں کہا "تُو ایک ایسی روٹی ہے

جو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے" یا "تُو کیک کا ایک ٹکڑا ہے" یا "تُو ایک نرم مٹھائی جیسا ہے"۔ جی ہاں! پطرس کی زندگی میں ایسے لمحات بھی آئے جب وہ ثابت قدم رہا، لیکن آزمایش کے وقت وہ بُری طرح ناکام ہوا۔

لوقا کی اِنجیل کے مطابق یسوع مسیح کے پکڑوائے جانے کی رات، جب وہ عیدِ فسح منا رہے تھے جو کہ عشائے ربانی کی پہلی عید بھی تھی، مسیح یسوع نے فرمایا: "تم وہ ہو جو میری آمائشوں میں برابر میرے ساتھ رہے۔ اور جیسے میرے باپ نے میرے لئے ایک بادشاہی مقرر کی ہے مَیں بھی تمہارے لئے مقرر کرتا ہوں۔ تاکہ میری بادشاہی میں میری میز پر کھاؤ پیو بلکہ تم تختوں پر بیٹھ کر اِسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے" (لوقا ۲۲: ۲۸-۳۰)۔ مسیح یسوع نے اپنے دوستوں سے کہا: "تم میرے ساتھ وفادار رہے ہو، اِس لئے مَیں تمہارے ساتھ وفادار رہوں گا ۔مَیں اِس بات کو یقینی بناؤں گا کہ تم اِنصاف کے تختوں پر بیٹھو"۔

پھر یسوع پطرس کی طرف مُڑا اور کہا: "شمعون! شمعون! دیکھ شیطان نے تم لوگوں کو مانگ لیا کہ گیہوں کی طرح پھٹکے۔ لیکن مَیں نے تمہارے لئے دُعا کی کہ تیرا اِیمان جاتا نہ رہے اور جب تو رُجوع کرے تو اپنے بھائیوں کو مضبوط کرنا" (آیات ۳۱۔۳۲)۔ یہاں پر وہ کیا فرما رہا تھا؟ "شمعون! تم سمجھتے ہو کہ تم چٹان ہو۔ لیکن شیطان چاہتا ہے کہ تمہیں چھین لے۔ وہ تمہیں پھٹکنا چاہتا ہے۔ وہ تمہیں اپنے ہاتھوں میں نرم مٹی کی مانند بنانے کا اِرادہ رکھتا ہے۔ وہ تمہارے ساتھ کھیلنا چاہتا ہے۔ وہ تمہیں ایک وسیلے کے طور پر اِستعمال کرنا چاہتا ہے تاکہ تمہارے ذرِیعے سے مجھ تک پہنچ سکے۔ مَیں نے ابھی کہا کہ تم سب میرے ساتھ وفادار رہے ہو، لیکن پطرس تم مجھے

دھوکہ دینے والے ہو"۔ تاہم، اس بُری خبر کے ساتھ، مسیح یسوع نے پطرس کو یہ حیرت انگیز یقین دِہانی بھی کروائی: "لیکن مَیں نے تیرے لئے دُعا کی ہے کہ تیرا اِیمان جاتا نہ رہے"۔

پطرس نے اِس حیران کُن اِنتباہ کا کیسے جواب دیا؟ اُس نے کہا: "اَے خداوند! تیرے ساتھ میں قید ہونے بلکہ مرنے کو بھی تیار ہوں" (آیت ۳۳)۔ شروع میں جب مَیں نے مسیح کو قبول کیا، تو میرے کالج میں کچھ لوگ بُدھ کی رات کو جمع ہوتے تھے تا کہ بائبل کی تعلیم حاصل کریں اور پیانوں پر کچھ حمد کے گیت گائیں۔ اِس دوران مَیں نے پہلی دفعہ بہت سے مسیحی گیت سیکھے، اور اُن گیتوں میں سے ایک تھا "وہ جہاں مجھے لے جائے"۔ مَیں یاد کر سکتا ہوں کہ مَیں اُس گیت کو اُس جوش وجذبے کے ساتھ گاتا تھا جو کہ ایک نئے اِیمان دار میں ہوتا ہے: "وہ جہاں مجھے لے جائے، مَیں اُس کے پیچھے چلوں گا۔ مَیں اُس کے ساتھ چلوں گا، ہمیشہ، ہر قدم اُس کے ساتھ "۔ آج جب مَیں گیت سُنتا ہوں تو مَیں خود کو قصور وار محسوس کرتا ہوں، کیوں کہ مجھے یہ کہنے سے پہلے کہ "مَیں کہیں بھی جاؤں گا اور کچھ بھی کروں گا" محتاط رہنا چاہیے تھا۔ اپنی جوانی کے جوش وخروش میں ہم اپنی وابستگی اور وفاداری کے بارے میں ہر قسم کے دعوے کرتے ہیں، جن کی تصدِیق صرف وقت اور ثابت قدمی ہی کر سکتی ہے۔ اَفسوس کی بات یہ ہے کہ جیسے جیسے ہمارا یہ سفر گزرتا ہے یعنی ہماری عمر گزرتی ہے، ہم سیکھتے ہیں کہ ہم ناکامی کی طرف کس قدر رغبت رکھتے ہیں۔

پطرس بھی میری طرح جوانی کے جوش وخروش میں تھا۔ وہ کہہ رہا تھا: "اَے یسوع! تُو زِندہ خُدا کا بیٹا، مسیح ہے"۔ جہاں تُو مجھے لے چلے، مَیں تیرے پیچھے چلوں گا۔ اگر مجھے تمہارے

ساتھ جیل بھی جانا پڑے تو مَیں جاؤں گا۔ حتیٰ کہ مَیں تمہارے ساتھ مرنے کو بھی تیار ہوں۔ اُس نے ابھی تک یہ نہیں سیکھا تھا کہ وہ کس قدر کمزور ہے۔

اِنکار اور دھوکہ دینا

مُبارک جمعہ سے ایک رات پہلے، جمعرات کی شام کو بالا خانے میں پطرس نے اپنی وفاداری کا جرات مندانہ اِظہار کیا۔ پطرس اُسی رات بعد میں کہاں تھا؟ جیسے ہی سپاہی، مسیح یسوع کو گرفتار کرنے کے لئے آئے، پطرس بھاگ گیا۔ وہ سردار کاہن کے گھر کے باہر چھُپ رہا تھا جبکہ یہودی حکام اندر یسوع مسیح کا فیصلہ کر رہے تھے، یہ جاننے کی کوشش کر رہا تھا کہ کیا ہو رہا ہے اور اُس کے مالک کا انجام کیا ہو گا۔ پھر ایک لونڈی، نہ کہ کوئی سپاہی یا اُس فوجی دستے کا کپتان، اُس کے پاس آئی اور کہا "تُو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا" (متی ۲۶:۶۹)، لیکن پطرس نے اِس سے اِنکار کیا ۔ بعد میں ایک اَور لونڈی نے کہا "یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا" (آیت ۷۱)، لیکن پطرس نے قسم کھا کر پھر اِنکار کیا۔ بالآخر، پاس کھڑے ایک شخص نے کہا: "بے شک تُو بھی اُن میں سے ہے کیوں کہ تیری بولی سے بھی ظاہر ہوتا ہے" (آیت ۷۳)۔ کیا پطرس نے کہا "نہیں!" ہرگز نہیں۔ بائبل مقدّس بیان کرتی ہے کہ اُس نے لعنت کے ساتھ اِنکار کیا۔

وہ ایک ملاح کی طرح قسمیں کھانے لگا، بار بار کہتا رہا کہ وہ یسوع کو نہیں جانتا، اور یہ سب اِس لئے کہ وہ اُن لونڈیوں اور وہاں موجود لوگوں سے ڈرا ہوا تھا۔ پھر کیا ہوا؟ اُس چٹان کو گیہوں کی طرح پھٹکا گیا۔ جب آزمایش کا وقت آیا تو پطرس ناکام ہو گیا۔

اُس شام، عشائے ربانی کے دوران، مسیح یسوع نے فرمایا تھا کہ "مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے پکڑوائے گا" (متی ۲۶:۲۱)۔ میز کے گِرد بیٹھے شاگردوں نے یسوع مسیح

کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے، یکے بعد دیگرے کہا: "اَے خداوند! کیا مَیں ہوں؟" (آیت ۲۲)۔ پھر وہ خزانچی کے پاس آئے۔یہوداہ نے کہا "اَے ربّی! کیا مَیں ہوں؟" مسیح یسوع نے فرمایا: "تُونے خود کہہ دیا" (آیت ۲۵)۔یوحنا مزید بیان کرتا ہے کہ مسیح یسوع نے فرمایا: "جو کچھ تُو کرتا ہے جلد کرلے"، پھر یہوداہ باہر چلا گیا (یوحنا۱۳: ۲۷، ۳۰)۔

پس یسوع نے یہوداہ کو اُس کی غداری کے لئے رُخصت کیا۔کلام مقدّس بیان کرتا ہے کہ یہوداہ پہلے ہی چاندی کے تیس سکوں کے بدلے یسوع مسیح کو اُس کے دُشمنوں کے حوالے کرنے پر راضی ہو چکا تھا (متی ۲۶: ۱۴۔۱۶، مرقس ۱۴: ۱۰۔۱۱، لوقا ۲۲: ۳۔۶)۔جب یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا تو یہوداہ نے پھانسی لے لی۔وہ اپنے تیس چاندی کے سکوں کے بغیر، مکمل رُسوائی کے ساتھ مرا اور ایسی میراث چھوڑ کر گیا جس نے تمام اِنسانی تارِیخ میں اُس کے نام کو غداری اور بے وفائی کی علامت بنا دیا ہے۔

اِن دو آدمیوں کے درمیان کیا فرق تھا؟ اِس کا جواب یسوع مسیح کی سردار کاہن کے طور پر دُعا میں ظاہر ہوتا ہے: "جب تک مَیں اُن کے ساتھ رہا مَیں نے تیرے اُس نام کے وسیلہ سے جو تُو نے مجھے بخشا ہے اُن کی حفاظت کی ۔ مَیں نے اُن کی نگہبانی کی اور ہلاکت کے فرزند کے سِوا اُن میں سے کوئی ہلاک نہ ہوا تا کہ کتاب مقدّس کا لکھا پورا ہو (یوحنا۱۷: ۱۲)۔سادہ اَلفاظ میں یہ کہ ، یہوداہ کبھی نئے سِرے سے پیدا نہیں ہوا تھا، لیکن پطرس نئی پیدایش کے وسیلے سے خُدا کا بیٹا تھا، اِس لئے خُدا کی قدرت نے اُسے محفوظ رکھا۔پطرس کی نئی پیدایش اَبدی تھی۔اگرچہ پطرس شدید، ڈرامائی اور اِنتہائی گہرے طور پر گِرا، لیکن اُس کا گِرنا نہ تو مکمل طور پر تھا اور نہ ہی حتمی طور پر ۔پطرس کو اُس کی طرف سے محفوظ رکھا گیا جس نے اِبتدا ہی میں اُسے زندہ کیا تھا۔رُوح القدس

نہ صرف نئ پیدایش کا سبب ہے بلکہ کلام مقدّس کے مطابق وہ "ہماری میراث کا بیعانہ ہے" (اِفسیوں ۱: ۱۴)۔ ہم بعض اوقات "بیعانہ کی رقم" کے بارے میں بات کرتے ہیں جو کہ کسی حد تک پیشگی ادائیگی کی مانند ہوتی ہے۔ رئیل اسٹیٹ کے لین دین میں، جو فریق خریداری کر رہا ہوتا ہے وُہ کچھ بیعانہ کی رقم جمع کرواتا ہے، جو ظاہر کرتی ہے کہ وہ ایک سنجیدہ خریدار ہے جو لین دین کو مکمل کرنے کا اِرادہ رکھتا ہے۔ اِسی طرح سے جب خُدا، رُوح القدس کے وسیلے سے کسی کو نئ پیدایش عطا کرتا ہے، وہ رُوح القدس کو دے دیتا ہے کہ ہمیشہ کے لئے اُس شخص کے ساتھ رہے۔ رُوح کی موجودگی ایک "ضمانت" ہے کہ خُدا آخر کار اُس شخص کو وہ سب کچھ دے گا جو نئ پیدایش کے ساتھ وابستہ ہے۔ اگرچہ اِنسان بعض اوقات اپنے اِس لین دین کے مکمل کرنے میں ناکام رہتے ہیں، ضمانتی رقم کے باوجود، خُدا ہمیشہ وہی کرتا ہے جس کا اُس نے وعدہ کیا ہے۔ وہ معاہدے کو مکمل کرتا ہے۔ وہ معاملے کو مکمل کرتا ہے۔ وہ کبھی کوتاہی نہیں کرتا۔ وہ کبھی بھی اَدائیگی سے قاصر نہیں ہوتا۔ جب خُدا رُوح، آپ کو نئ پیدایش عطا کرتا ہے تو آپ یقین رکھ سکتے ہیں کہ آپ کی نجات دائمی ہے۔

نئ پیدایش کا جشن مناؤ

لہٰذا، ہم اِس بات کا جشن مناتے ہیں کہ نئے سِرے سے پیدا ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ کوئی اِنسان اِس سے بڑا تحفہ حاصل نہیں کر سکتا۔ ایسا کوئی اَور قیمتی خزانہ نہیں ہے جو کہ ایک اِنسان کے پاس ہو سکتا ہے۔ اگر آپ یقینی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ رُوح سے پیدا ہوئے ہیں یا نہیں، تو مَیں آپ سے اِلتجا کرتا ہوں کہ یسوع کی تعلیم کو یاد کریں کہ جب تک کوئی شخص رُوح سے پیدا نہ ہو، وہ خُدا کی بادشاہی کو نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی اُس میں داخل ہو سکتا ہے (یوحنا۳: ۳، ۵)۔ جب

تک آپ نئے سرے سے پیدا نہیں ہوتے، آپ خُدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہوں گے۔ لیکن اگر آپ نئے سِرے سے پیدا ہوئے ہیں تو آپ خُدا کی شفقت اور رحمت کو جان لیں گے۔ آپ نئی زندگی کی قوت کو جان لیں گے۔ آپ ایک نئی مخلوق ہوں گے، ایک نئی تخلیق جسے کوئی بھی تباہ نہیں کر سکتا۔ نہ زِندگی نہ موت، نہ حال کی نہ اِستقبال کی چیزیں، نہ قدرت نہ حکومتیں، نہ بلندی نہ پستی، نہ کوئی اور مخلوق آپ کو اِس محبت سے جُدا کر سکے گی جو ہمارے خُداوند یسوع مسیح میں ہے (رومیوں۸:۳۸-۳۹)۔

مصنف کے بارے میں

ڈاکٹر آر۔سی ۔سپرول Ligonier Ministries کے بانی تھے وہ Saint Andrew Chapel میں مُنادی کرنے والے اور تعلیم دینے والے پہلے خادِم تھے۔ریفرمیشن بائبل کالج (Reformation Bible College) کے پہلے صدر، اور ٹیبل ٹاک (Tabletalk) میگزین کے پہلے ایگزیکٹو ایڈیٹر بھی رہے۔اُن کا ریڈیو پروگرام (Renewing Your Mind)، آج بھی دُنیا بھر کے سینکڑوں ریڈیو اسٹیشنوں پر روزانہ نشر ہوتا ہے اور آن لائن بھی سُنا جا سکتا ہے۔اُنہوں نے سو سے زائد کتابیں لکھیں، جن میں خُدا کی قدُّوسیت (The Holiness of God)، خُدا کے برگزیدے (Chosen by God)، علم اِلٰہی سب کے لئے (Everyone's a theologian) شامل ہیں۔وہ پوری دُنیا میں کلامِ مقدّس کے لاخطا ہونے کے نظریے کا دِفاع کرنے اور خُدا کے لوگوں کو اُس کے کلام پر مضبوط یقین کے ساتھ قائم رہنے کی تلقین کرنے کے لئے پہچانے جاتے تھے۔

کوئی شخص نئے سرے سے کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟

جب یسوع مسیح نے یہودیوں کے سردار نیکدیمس سے کہا کہ "تعجب نہ کر کہ مَیں نے تجھ سے کہا تمہیں نئے سِرے سے پَیدا ہونا ضرُور ہے" تو نیکدُیمس نے حیرت سے پوچھا "یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟" تقریباً دو ہزار برس گزر جانے کے بعد بھی لوگ "نئے سرے سے پیدا ہونے" کی اِصطلاح کے بارے میں اِبہام کا شکار ہیں، اگرچہ پہلے سے کہیں زیادہ لوگ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اُنہوں نے اِس کا تجربہ کیا ہے۔

اِس کتابچے میں آر۔ سی سپرول بڑی وضاحت کے ساتھ اِس اِبہام کو دُور کرتے اور نہایت اِحتیاط سے یہ بیان کرتے ہیں کہ نئے سرے سے پیدا ہونے کا کیا مفہوم ہے اور وہ اِس اَمر کی توثیق کرتے ہیں کہ نئی پیدایش نجات کے لئے لازمی ہے، نیز وہ یہ بھی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ نئے سرے سے پیدا ہونا ہمارے دِلوں میں خدا کا حاکمانہ عمل ہے۔ ڈاکٹر آر۔ سی سپرول کا "اہم سوالات" کے عنوان سے کتابچوں کا یہ سلسلہ اُن اہم سوالات کے مختصر اور جامع جوابات فراہم کرتا ہے جو اکثر مسیحیوں اور سنجیدہ جستجو کرنے والوں کی جانب سے اُٹھائے جاتے ہیں۔

ڈاکٹر آر۔ سی۔ سپرول لیگنئیر منسٹریز کے بانی، سینٹ اینڈریوز چیپل، سانفورڈ، فلوریڈا میں منادی اور تعلیم کے پہلے خادِم اور رِیفرمیشن بائبل کالج کے پہلے صدر تھے۔ وہ ایک سو سے زائد کتابوں کے مصنف تھے، جن میں "دی ہولینس آف گاڈ" بھی شامل ہے۔

لیگنیئر لائبریری

UCRT
URDU CENTER FOR
REFORMED THEOLOGY
اُردو سنٹر فار ریفارمڈ تھیولوجی